6
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۷ اگست ۱۹۵۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

سلام کی فضیلت

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُکْثِرُ الصَّلٰوۃَ عَلَیْکَ فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِیْ قَالَ مَاشِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ فَالثُّلُثَیْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکَ قُلْتُ اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِیْ کُلَّھَا قَالَ اِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ وَیُکَفَّرُ لَکَ ذَنْبُکَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابی بن کعبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں آپؐ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں۔ آپؐ یہ بتلایئے کہ میں اس کے لئے کتنا وقت مقرر کروں اپنے اعمال و اوراد میں سے آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے اگر زیادتی کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا آدھا وقت مقرر کر دوں۔ فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی وقت مقرر کر دوں۔ آپؐ نے فرمایا جس قدر تو چاہے۔ اگر زیادہ کرے گا تو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اپنی دعا کا سارا وقت مقرر کر دوں یا رسول اللہؐ آپؐ نے فرمایا یہ کفایت کرے گا اور تیرے دین و دنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا اور تیرے گناہ دور کئے جائیں گے۔

عَنْ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰی فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰہَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰی رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِکَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَصَلّٰی عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّھَا الْمُصَلِّی اُدْعُ تُجَبْ (رواہ الترمذی وروا ابوداؤد والنسائی نحوہٗ)

ترجمہ۔ فضالہ بن عبیدؓ کہتے ہیں۔ کہ (ایک روز) جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک شخص حاضر ہوا اور نماز پڑھی اور۔ پھر یہ دعا مانگی۔ اللھم اغفرلی وارحمنی۔ آپؐ نے فرمایا اے نماز پڑھنے والے تونے جلدی کی جب تو نماز پڑھے تو آخر میں بیٹھ اور خدا کی ایسی تعریف کر جو اسکی عظمت کے مناسب ہو۔ پھر مجھ پر درود پڑھ۔ پھر مانگ اللہ سے جو چاہے۔ راوی کہتے ہیں۔ اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی اور خدا کی تعریف کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ اے نماز پڑھنے والے (اپنے لئے) دعا کر قبول کی جائے گی۔

درود کے بعد دعا مانگو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ وَّاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ ثُمَّ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَہٗ سَلْ تُعْطَہٗ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب میں نماز کے بعد بیٹھا تو خدا کی تعریف کی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر اپنے لئے دعا کی (یہ سن کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگ دیا جائے گا۔ مانگ دیا جائے گا۔

درود شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّکْتَالَ بِالْمِکْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کو پورا ثواب ملے جبکہ وہ ہم پر اور اہل بیت پر درود بھیجے۔ پس اس کو چاہیئے کہ اس طرح درود بھیجے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

بخیل کون ہے

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ۔

ترجمہ۔ علیؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخیل وہ شخص ہے۔ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

درود کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو سنتا ہوں اور جو شخص درود بھیجے مجھ پر دور سے۔ پہنچایا جاتا ہے وہ میرے پاس۔

ف۔ یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ سیاحین پہنچاتے ہیں اور جواب سلام کا بہر صورت دیتا ہوں۔ اس سے معلوم کیا چاہیئے کہ حضرت پر سلام بھیجنے کی کیا بزرگی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے والے کو خصوصاً بہت سلام بھیجنے والے کو کیا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت ہے۔ چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ — جمعۃ المبارک مورخہ یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۷ / اگست سنہ ۱۹۵۹ء — نمبر ۱۰۳

پاکستان کا نیا آئین

ہمارے صدر محترم نے ایک فرانسیسی اخبار کے نمائندے سے ایک انٹرویو کے دوران جن امور پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ ان میں سے ایک پاکستان کے نئے آئین کا مسئلہ بھی ہے۔ صدر پاکستان نے کہا کہ آئندہ سال کے آخر تک پاکستان کا آئین مرتب ہو جائے گا اور ملک میں عام رائے دہی کے حق کی بنیاد پر انتخابات کرائے جائیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ نئے آئین کی روح اسلامی ہوگی۔ کیونکہ صرف اسی نصب العین میں اشتراکیت کی پیشقدمی روکنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

اس انٹرویو میں صدر نے نئے آئین کے متعلق دو باتیں کہی ہیں۔ پہلی یہ کہ آئین کی روح اسلامی ہوگی۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ اب تک صدر نے آئین کے متعلق اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کا کبھی ذکر نہیں کیا۔ پہلی مرتبہ آپ نے آئین کے اسلامی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ صدر نے ہماری منزل کی نشان دہی کر دی ہے۔

منزل کے متعین ہونے کے بعد اب ہماری رائے میں آئین کمیشن کی تشکیل میں مزید دیر نہیں ہونی چاہیئے۔ نومبر تک اس معاملہ کو لٹکائے رکھنا کسی طرح بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ آئین کمیشن میں علمائے کرام کو بھی نمائندگی ضرور دی جائے۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت کو بھی اس ضرورت کا احساس ہوگا۔ اور وقت آنے پر وہ اس ضرورت کو پورا بھی کرنے کی کوشش کرے گی۔

آپ نے دوسری بات یہ کہی۔ کہ آئندہ سال کے آخر تک پاکستان کا آئین مرتب ہو جائے گا۔ اگرچہ ابھی تک آئین کمیشن کی تشکیل نہیں کی گئی۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت چاہے تو آئندہ سال کے آخر تک پاکستان کا آئین مرتب ہو سکتا ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری نئی حکومت کو جلد از جلد اسلامی آئین مرتب کرنے اور اس کو صحیح معنوں میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہمارے ملک میں آئین تو پہلے بھی ایک بار مرتب ہو چکا تھا۔ لیکن اس کا نفاذ کئے بغیر اس کو اڑھائی سال تک سردخانہ میں رکھ کر بالآخر منسوخ کر دیا گیا ایسے آئین کا ملک و قوم کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ آئین وہ مفید ہو سکتا ہے جس کا نفاذ بھی کیا جائے۔

حکومت کا ایک اور کارنامہ

پاکستان بننے کے بعد کراچی میں تقریباً پندرہ ہزار کنبے جھونپڑیوں میں آباد تھے۔ یہ جھونپڑیاں ہر سال موسم برسات میں تباہ و برباد ہو جاتی تھیں۔ اور ان میں رہنے والے کنبے ہر سال خانماں بربادی کا شکار ہو جاتے۔ پہلی حکومتیں ان لوگوں کی تباہی و بربادی کا ہر سال تماشا دیکھتی رہتیں۔ مگر ان کے لئے کچھ کرنیکی توفیق نہ ہوتی۔ نئی حکومت نے ان لوگوں کی آبادکاری کے لئے کرنگی کالونی میں کوارٹروں کی تعمیر جس رفتار سے کی ہے۔ وہ بقول صدر مملکت اخلاص اور دیانت داری کی ایک زندہ مثال ہے۔ گزشتہ ہفتہ صدر نے اس کالونی کا افتتاح کرتے ہوئے ایک الاٹی کو کوارٹر کا قبضہ خود دیا اور باقی الاٹیوں کو محکمہ کی طرف سے قبضہ دیا جائے گا۔

ہم حکومت کو اس کی اس کارکردگی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہم ان بے خانماں کنبوں کو بھی مبارک کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جنہوں نے صبر سے تمام مصائب کا پورے بارہ سال مقابلہ کیا۔ بالآخر اللہ تعالےٰ نے ان کے صبر کا ان کو اجر عطا فرمایا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ رہائش کے علاوہ ان کی دوسری تکالیف میں بھی ان کی دستگیری فرمائے۔

تین ہزار کی ضمانت

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے ۸ / مئی سنہ ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں "دستور پاکستان اور وزراء کی قلابازیاں" کے عنوان سے جو شذرہ شائع ہوا تھا۔ حکومت مغربی پاکستان نے اسے قابلِ اعتراض قرار دے کر ہم سے تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کر لی ہے۔ اور اسی بنا پر پنجاب پریس وطن بلڈنگ لاہور کی پانچ سو روپیہ کی ضمانت ضبط کر لی ہے۔

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کا آرگن ہے۔ انجمن کی طرح اس کی زندگی کا مقصد بھی کتاب و سنت کی اشاعت ہے۔ یہ بڑا کٹھن راستہ ہے۔ اس راستہ پر گامزن ہونے والوں کے راستہ میں یگانوں اور بیگانوں نے ہمیشہ کانٹے بچھائے۔ اگر ہمیں حق گوئی کی پاداش میں سزا دی جا رہی ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہم اس سزا کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں آئندہ بھی حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

سیلاب زدگان سے ہمدردی

ہمیں ان تمام مسلمانوں سے ہمدردی ہے جو سیلاب سے متاثرہ ہوئے ہیں۔ ان کو جو فصلوں۔ مویشی مکانات یا جان کا نقصان پہنچا ہے۔ ہمیں اس کا پُورا پُورا احساس ہے۔ اپنی بے بضاعتی کے باعث اس موقعہ پر ہم ان کی مالی امداد کرنے سے قاصر ہیں۔ صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نقصانات کی تلافی فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

عبدالخالق انصاری ہوشیارپوری

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب و فضائل

مشکواۃ شریف میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

(۱) ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے صحابہؓ کو برا نہ کہو۔ اس لئے کہ اگر کوئی تم میں سے اُحد پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے تو صحابی کے ایک مُد یا آدھے مد کے ثواب کے برابر بھی اس کا ثواب نہ ہوگا۔ (مد ایک پیمانہ ہے۔ جس میں سیر بھر جو آتے ہیں) (بخاری و مسلم)

(۲) جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مسلمان کو آگ (دوزخ کی آگ) نہ چھوئے گی۔ جس نے مجھ کو دیکھا ہو، یا اس شخص کو دیکھا ہو جس نے مجھ کو دیکھا ہو (ترمذی)

صحابہؓ کے فضائل

(۳) عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب میں سے جو شخص جس زمین میں مرے گا وہاں سے اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اس زمین کے لوگوں کو بہشت کی طرف کھینچنے والا ہوگا۔ اور قیامت کے دن لوگوں کے لئے نور ہوگا۔ (ترمذی)

(۴) انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میرے اصحاب کھانے میں نمک کے مانند ہیں۔ کھانا اس وقت تک خوش ذائقہ نہیں ہوتا۔ جب تک اس میں نمک نہ ڈالا جائے۔ حسن بصری نے یہ حدیث سُن کر فرمایا۔ ہمارا نمک جاتا رہا۔ پھر کیونکہ اپنے کھانے کو ہم خوش ذائقہ بنائیں۔ (شرح السنۃ)

صحابہؓ کو برا نہ کہو

(۵) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحابہؓ کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے اس بُرے فعل پر خدا کی لعنت (ترمذی)

صحابہؓ کی برکت

(۶) ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی اور پھر آپس میں بیٹھ کر لوگ پوچھیں گے۔ کہ کیا تم میں کوئی شخص ایسا بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں ہے۔ پس ان لوگوں کے لئے شہر اور قلعہ کو فتح کیا جائے گا۔ (یعنی صحابہ کی برکت سے) پھر لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ جہاد کریں گے۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے۔ کہ کیا تم میں کوئی تابعی یعنی صحابہؓ کا دیکھنے والا ہے؟ لوگ کہیں گے۔ ہاں ہے؟ پس وہ لوگ قلعوں اور شہروں کو فتح کرینگے۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی اور آپس میں دریافت کرے گی۔ کہ کیا تم میں سے کوئی تبع تابعی ہے۔ لوگ کہیں گے۔ ہاں ہے۔ پس ان کے لئے اس کی برکت سے قلعہ اور شہر فتح کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اس زمانے میں لوگوں کے اندر سے ایک لشکر بنا کر بھیجا جائے گا اور لشکری ایک دوسرے کو کہیں گے کہ تلاش کرو کیا ہمارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو۔ پس ایک شخص ملے گا۔ اور اس کی برکت سے ان کو فتح حاصل ہوگی پھر ایک اور لشکر بھیجا جائے گا۔ اور لشکری کہیں گے۔ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے رسول اللہ کے صحابی کو دیکھا ہو۔ پس ایک شخص پایا جائے گا اور اس کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ پھر ایک تیسرا لشکر بھیجا جائیگا اور کہا جائے گا تلاش کرو۔ کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا۔ اور کہا جائے گا۔ دیکھو تم کوئی ایسا شخص ہے جس میں کسی صحابی کے دیکھنے والے شخص کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو۔ چنانچہ ایک شخص پایا جائے گا اور اس کے سبب سے فتح نصیب ہوگی۔

(۷) عبداللہ بن مغفل رضؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خدا سے ڈرو اور پھر خدا سے ڈرو۔ میرے اصحاب کے معاملہ میں ڈرو خدا سے اور پھر خدا سے ڈرو۔ میرے اصحاب کے معاملہ میں (یعنی ان کے حق میں کوئی ایسی بات نہ کہو جو ان کی عزت اور عظمت سے خلاف ہو اور ہمیشہ ان کی تعظیم و تکریم کرو۔) میرے بعد تم ان کو نشانہ مطاعن نہ بنانا۔ (اور توہین و تذلیل نہ کرنا۔) جو شخص ان سے محبت کرتا ہے۔ میری محبت کے سبب ان کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ مجھ سے دشمنی کے سبب ان کو دشمن رکھتا ہے۔ (یعنی ان سے محبت و دشمنی مجھ سے محبت و دشمنی ہے) اور جس شخص نے ان کو اذیت پہنچائی۔ اس نے گویا مجھ کو اذیت پہنچائی۔ اور جس شخص نے مجھ کو اذیت پہنچائی۔ اس نے گویا خدا کو اذیت پہنچائی۔ خدا اس کو قریب ہی پکڑ لے گا۔ (ترمذی)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

تصحیح

شمارہ مورخہ ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء صفحہ ۵ کالم ۳ میں سورہ المزمل کی جو آیت درج ہے اس کی یوں تصحیح کرلی جائے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم
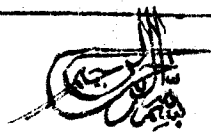
خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد دروازہ شیرانوالہ - لاہور -

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

علاماتِ قیامت

فَهَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا

(سورہ محمد رکوع ۲ - پ ۲۶)

ترجمہ - پھر کیا وہ اس گھڑی کا انتظار کرتے ہیں (یعنی قیامت کا) کہ ان پر ناگہاں آئے - پس تحقیق اس کی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں - پھر جب وہ آ گئی تو اس کا سمجھنا کیا فائدہ دیگا -

علامات قیامت کے شمار میں

ایک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود بھی ہے

ثبوت اول

حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس آیت پر حاشیہ "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی - جب وہ آ چکے - اب قیامت ہی رہی باقی"

ثبوت دوم

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی قرآن کی نصیحتیں، گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ و وعید سب سن چکے - اب ماننے کے لئے کس وقت کا انتظار ہے - یہی کہ قیامت کی گھڑی ان کے سر پر اچانک آ کھڑی ہو - سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آ چکیں اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی - اس وقت ان کے لئے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہے گا - یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے - کیونکہ اس پر نجات نہیں ہو سکتی - حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں - جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے -

حاصل

دونوں حضرات کے حواشی سے یہ حاصل نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود مسعود بھی قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے - گویا کہ حضور انورؐ کے بعد اب جلدی قیامت آئیگی -

ایک شبہ کا جواب

حضور انورؐ کے اس جہان دنیا میں تشریف فرما ہونے کے بعد میں نے عرض کیا ہے کہ اب قیامت جلدی آئے گی - اس جلدی سے مراد ہمارے محاورے کی جلدی مراد نہیں ہے کہ چار پانچ منٹ یا دو چار دن یا دو چار مہینے -

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ایک دن کا اندازہ سنئے

وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝

(سورۃ الحج - ع ۶ - پ ۱۷)

ترجمہ - اور تجھ سے عذاب جلدی مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کا ہرگز خلاف نہیں کرے گا - اور ایک دن تیرے رب کے ہاں ہزار برس کے برابر ہوتا ہے - جو تم گنتے ہو -

پہلی علامت

پہلی علامت سے مراد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ثابت کیا جا چکا ہے - حضور انور کے مبارک زمانہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی اصطلاح کے لحاظ سے ابھی دو دن بھی پورے نہیں گزرے - اس وقت ۱۳۷۹ھ ہے - لہذا ابھی اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں آپ کے بعد ابھی دو دن بھی گزرنے نہیں پائے کہ قیامت کی آمد کی بہت ساری علامتیں نمودار ہو چکی ہیں - جن کا ذکر ابھی آگے کیا جائے گا -

حضور انورؐ کے بعد مزید قیامت کی علامات کا ظہور

برادران اسلام - اس سے پہلے خطبہ میں آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے دن اس دنیا کے نظام میں کس کس قسم کی تباہی آئے گی - مثلاً سورج پر - آسمان پر - ستاروں پر - زمین پر - پہاڑوں پر - قبروں پر - قبروں سے نکلنے کے بعد انسانوں پر دہشت طاری ہونے پر وغیرہ وغیرہ حالات کافی تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں -

آج

کے خطبہ میں قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں دنیا میں رونما ہونگی - ان کا ذکر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے - وہ عرض کرنا چاہتا ہوں - اس کے بعد دوسرا مضمون عرض کروں گا کہ قیامت برے لوگوں پر قائم ہو گی - (یعنی اس وقت پہلے تمام شریف انسانوں کا خاتمہ ہو چکا ہو گا - اور فقط بے حیا - بدمعاش اور لچے آدمی دنیا میں موجود ہونگے)

پہلا مضمون

قیامت کے واقع ہونے سے پہلے جو نشانیاں رونما ہوں گی -

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ یُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَیَكْثُرَ الْجَهْلُ وَیَكْثُرَ الزِّنَا وَیَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَیَقِلَّ الرِّجَالُ وَیَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰی یَكُوْنَ لِخَمْسِیْنَ امْرَاَةً الْقَیِّمُ الْوَاحِدُ - وفی روایة - یَقِلَّ الْعِلْمُ وَیَظْهَرَ الْجَهْلُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔ اور جہالت زیادہ ہو جائیگی اور زنا کثرت سے ہوگا اور شراب بہت پی جائے گی مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنیوالا ایک مرد ہوگا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ علم کم ہوگا اور جہالت زیادہ ہوگی

چھ علامتوں میں چار نمودار ہو چکی ہیں

پہلی علامت

آپؐ نے پہلی علامت یہ فرمائی تھی۔ کہ علم اُٹھ جائے گا۔ کیا اس علم سے مراد وہ علم ہے جو انگریز یا فرانسیسی یا جرمنی یا امریکی حضور انورؐ سے ایک ہزار برس بعد دنیا میں پیدا ہونے کے بعد جو سائنس کی ترقی کے متعلق ایجاد کریں گے۔ کہ ریل کا انجن یوں بنایا جاتا ہے اور ہوائی جہاز یوں بنایا جاتا ہے اور ڈریڈ ناٹ بحری جہاز یوں بنائے جاتے ہیں اور سمندر کے اندر غوطہ خور کشتیاں یوں بنائی جاتی ہیں۔ اور راکٹ یوں بنائے جاتے ہیں۔ اور ان راکٹوں کو آسمان پر یوں اُڑایا جاتا ہے اور ایٹم بم یوں بنائے جاتے ہیں اور یوں پھینکے جاتے ہیں اور ان سے دشمن کے ملک میں یوں تباہی پھیلائی جاتی ہے۔ اے مسلمان۔ نہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں حضور انورؐ کے خیال مبارک میں ان چیزوں کا علم مراد نہیں ہے۔

حضور انورؐ کے پیش نظر علم سے مُراد مندرجہ ذیل چیزیں ہیں

پہلی

(اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) (سورۃ الرحمٰن رکوع ۱ پ ۲۷)

ترجمہ۔ رحمٰن ہی نے (انسان کو) قرآن کی تعلیم دی ہے ؞

لہذا ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی جو علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو القا فرمایا ہے وہ قرآن مجید ہی تو ہے۔

کیا تعلیمیافتہ طبقہ کے کمال علمی میں قرآن مجید کا علم ہے ؟

کیا ہماری سکول اور کالج کی انتہائی تعلیم تک کہیں بھی قرآن مجید کی تعلیم جزو تعلیم ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی کا نام رُفِعَ الْعِلْمُ۔ علم اٹھا لیا جائے گا۔ گویا کہ موجودہ تعلیمیافتہ طبقہ کے علمی نصاب سے قرآن مجید نفی کر دیا گیا ہے

یہ الگ چیز ہے

کہ جس چیز کو اللہ تعالےٰ زندہ رکھنا چاہے اس کو کون صفحہ ہستی سے مٹا سکتا ہے۔ بیچارے علماء دین قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جزء لازم بنانے کے باعث اپنی توہین اور تذلیل برداشت کر رہے ہیں اور طعنے سہ رہے ہیں۔ مگر قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی تعلیم کا جز بنا کر نباہے جا رہے ہیں۔ کیا بیچارے علماء کو خواہ ان کی حیثیت بارگاہ الٰہی میں اور عام دیندار طبقہ کے مسلمانوں میں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو۔ بایں ہمہ ہمارا تعلیمیافتہ طبقہ انہیں ملا کے نام سے یاد کرتا ہے اور یہ لفظ ان نوجوانوں کے ذہنوں میں انتہائی تذلیل کا لفظ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی علماء دین کی توہین کے لئے طرح طرح کے فقرے استعمال کرکے اپنے دل کو خوش کرتے رہتے ہیں۔

تو کیا ان حالات

میں اگر میں یہ نتیجہ نکالوں کہ ان لوگوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے علم (یعنی قرآن مجید) کی کوئی وقعت اور کوئی عزت نہیں ہے تو حق بجانب نہیں ہونگا؟

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے

کہ اس بے دینی کی وبا عام میں بھی علماء دین قرآن مجید کا جھنڈا ہاتھ میں لئے کھڑے ہیں اور اس کو سرنگوں نہیں ہونے دیتے۔

باوجودیکہ

قرآن مجید کا جھنڈا جس کے حاشیہ پر سنت رسول کے نقوش کندہ ہیں۔ ہاتھ میں لینے کے باعث انکی عزت پر دین

کتاب و سنت کی طرف سے طرح طرح کے بم پھینکے جا رہے ہیں۔ عزت پر بم یہ ہیں۔ یہ ملاں ہیں۔ یہ ملا ازم ہے۔ یہ ملاں کیا جانیں۔ باوجود اس ذلت آمیز سلوک کے میں علماء کرام محافظین کتاب و سنت کو

مبارک صد مبارک

دیتا ہوں کہ اپنی توہین کرا کر بھی اللہ تعالےٰ کے دین کی عزت کرا رہے ہیں۔

میرا ایمان ہے

کہ ایک وقت آگے آنے والا ہے کہ یہ علماء کرام دین کے باعث اپنی تذلیل کا صلہ بارگاہ الٰہی میں بصورت عزت پانے والے ہیں۔ اور یہ تمسخر کرنے والے اگر اس گناہ سے توبہ کرکے نہ مرے تو اس تمسخر کی وہ سزا پائیں گے جو اس وقت ان کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی۔ وما علینا الا البلاغ۔

قیامت کی دوسری علامت۔ پہلی کی وضاحت

میں خود بخود صاف ہو گئی۔ جب علمی نصاب تعلیم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا نصاب تعلیم داخل نہ رہا۔ جیسا کہ واضح کر چکا ہوں۔ تو اس علم کے نفی ہو جانے سے جہالت کی کثرت اور بہتات تو خود بخود ہو گئی۔ جس طرح آج کل کا اعلیٰ تعلیمیافتہ قرآن مجید کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتا۔ میں ان نوجوانوں کے متعلق کہا کرتا ہوں کہ ان کے سامنے قرآن مجید اور وید اور گرنتھ رکھ دو۔ ان کو تینوں مذاہب کی مذہبی کتابوں کے کالے کالے حروف تو نظر آ جائیں گے۔ مگر یہ لوگ جس طرح گرنتھ اور وید نہیں پڑھ سکتے بعینہ اسی طرح قرآن مجید کی ایک سطر کا نہ ہجے کر سکتے ہیں اور نہ عبارت پڑھ سکتے ہیں۔ یَکْثُرُ الْجَھْلُ کا یہی مطلب ہے۔ سب علوم حاضرہ دنیوی سے کم و بیش آشنا اور علم دین (قرآن مجید اور سنت رسولؐ) سے ناآشنا۔ اے میرے مسلمان نوجوان تیرے متعلق میرے دکھی دل کی آہ سن۔ شعر

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اور ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کے دل کی دکھی آہ بھی سُن

ایں غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ او را حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں ز خود بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

(بس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵)

قیامت کی تیسری علامت

زنا کی بہتات ہو جائیگی اور شہروں کو جانے دیجئے اپنے اس شہر میں زنا کی رپورٹ چند مہینے ہوئے اخبار میں چھپی تھی کہ لاہور کے بنگلے (ٹبی) میں ساٹھ فیصدی سکولوں اور کالجوں کے لڑکے رات کو آتے ہیں۔ میں اہالیان لاہور سے پوچھتا ہوں کیا اس خبر کے شائع ہونے کے بعد اسکی تردید اخبارات میں ہوئی تھی؟ یہاں تک میرے معلومات ہیں۔ میں نے اسکی تردید نہیں پڑھی اور کیا اسکے علاوہ شہر لاہور میں کوٹھی خانے نہیں ہیں جو زنا کے اڈے ہیں۔ تو کیا پھر ان حالات کے ہوتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ بکثرت زنا ہو رہا ہے تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا۔ اے مسلمان

کیا تیری یہ بدکاری

اللہ تعالے کے غضب کو نہیں بلا رہی؟ جب لاہور میں تقسیم سے پہلے ہندو اور سکھ بھی آباد تھے اس وقت اپنا گناہ چھپانے کے لئے مسلمان یہ کہہ سکتا تھا کہ چکلے میں ہندو اور سکھ جاتے ہونگے۔ آپ خواہ مخواہ مسلمان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں۔ اے مسلمانو۔ اب تو یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا۔ اب، تو لاہور میں فقط تم ہی تم ہو۔

اے مسلمان

ہوش کر دعوئے اسلام کر کے اسلام کی عملاً مخالفت سے اللہ تعالے کے غضب کو نہ بلا۔ تو چیز ہی کیا ہے۔ تجھ سے پہلے بڑی بڑی زبردست اور طاقتور قوموں نے اللہ تعالے کے احکام کی مخالفت کی جو تاج و تخت کی بھی مالک تھیں۔ مگر احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے باعث اللہ تعالے نے انھیں صفحۂ ہستی سے ایسا مٹایا کہ ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہا۔ ان ملعونوں کی داستانیں فقط تاریخوں میں رہیں اور خود واصل جہنم ہو گئے۔

قیامت کی چوتھی علامت

وَیَکْثُرُ شُرْبُ الْخَمْرِ۔ ترجمہ۔ اور شراب نوشی کی کثرت ہوگی۔

یہ چیز بھی دیکھ لیجئے ہر شہر میں شراب کی دکانیں کھلی ہیں۔ مسلمان بے کھٹکا پیتے ہیں۔ پینے والوں کو یہ خیال ہی نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام میں شراب نوشی حرام ہے۔ اے مسلمان شراب کے متعلق فرمان الٰہی سن۔ جو قرآن مجید میں ہے۔

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۲- پ ۷)۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فال کے تیر سب شیطان کے گندے کام ہیں۔ سو ان سے بچتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ۔

حاصل

یہ نکلا کہ آیت میں چاروں مذکور الصدر کام شیطان کے گندے کام ہیں۔ لہذا مسلمان کا فرض ہے کہ ان سے بچتا رہے مگر آج کل مسلمانوں میں بکثرت یہ وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر کھلم کھلا ایک دوسرے کے سامنے پیتے ہیں اور ایک دوسرے کو پلاتے ہیں اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ آج کل کے اونچے طبقہ کے لوگوں میں جو پورے فیشن ایبل ہوتے ہیں۔ دعوتوں میں شراب کا استعمال بھی ایک لازمی چیز ہو گیا ہے۔

کیا یہ لوگ

جو کھلم کھلا اسلام کی مخالفت کرتے ہیں کیا اللہ تعالے ان سے راضی ہو سکتا ہے؟ اور کیا یہ لوگ قانون الٰہی کی مخالفت کے باعث دربار الٰہی میں مجرم کی حیثیت سے پیش نہیں ہوں گے؟ کیا ان مسلمانوں کو یہ علم نہیں ہے؟ کہ جو شخص جس بادشاہ کے ملک میں رہے اس مملکت کے قوانین کی تعمیل انسان پر لازم ہو جاتی ہے اور اگر اس ملک میں رہتے ہوئے اس حکومت کی مخالفت کرے تو مجرم قرار دے کر سزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ اے مسلمان کیا یہ تیرا ایمان نہیں کہ سارے جہان کا اصلی اور حقیقی بادشاہ فقط اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔ اے قانون الٰہی کی مخالفت کرنے والے مسلمان تو خود ہی دل میں فیصلہ کر۔ کہ تو مذکورۃ الصدر چاروں جہات قانون الٰہی کی مخالفت کر کے مسلمان (یعنی اللہ تعالے کا فرمانبردار) کہلانے کا مستحق ہے۔ تو اپنے ایمان سے خود فیصلہ کر کہ تو حکومت الٰہیہ (جس کا قانون قرآن مجید ہے اور جسکے قانون کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے) کا وفادار ہے یا باغی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تیری زبان تو جھوٹ بول سکتی ہے۔ مگر تیرا ضمیر ہرگز جھوٹ نہیں بولے گا۔ وہ اندر سے بھی تمہیں یہی آواز دے گا کہ تو باغی ہے۔ اور پھر تیرے ضمیر کے فیصلے کے مطابق تمہیں وہی سزا ملنی چاہیئے جو ایک باغی کو دی جاتی ہے۔ اور وہ

جیل خانہ

ہے اور اے خدا کے باغی تمہیں یہ تو بحیثیت مسلمان ہونے کے معلوم ہی ہوگا کہ اللہ تعالے کے جیل خانہ کا نام دوزخ ہے اور دوزخی دوزخ میں اپنی بد اعمالیوں کے باعث جائینگے

اس کا ثبوت

اپنی بد اعمالیوں کے باعث دوزخ میں جانے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔ (وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَیْکَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنٰھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝) (سورۃ النحل ع ۱۵- پ ۱۴)۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ یہودی ہیں ہم نے ان پر حرام کی۔ جو تجھے پہلے سنا چکے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ یہودیوں پر جو عذاب الٰہی دنیا میں آیا یا آخرت میں آئے گا۔ وہ

ان کی اپنی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔ اس عذاب میں اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا کہ گناہ ہی ایسے کئے۔ جن کے نتائج یہی نکلنے چاہئیں تھے جو نکلے۔ اے مسلمان

تو بھی اسی پر اپنا معاملہ

قیاس کر لے کہ دنیا میں کی ہوئی نافرمانیوں کے باعث جو سزا تمہیں ملے گی تو تیری ہی بد اعمالیوں کا لازمی نتیجہ ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَیْءُ دُوَلًا وَّالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَّالزَّکٰوةُ مَغْرَمًا وَّتُعُلِّمَ لِغَیْرِ الدِّیْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰی صَدِیْقَهٗ وَاَقْصٰی اَبَاهُ وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِدِ وَسَادَ الْقَبِیْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَکَانَ زَعِیْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُکْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ الْقَیْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ ذٰلِكَ رِیْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً وَّخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰیَاتٍ تَتَابَعُ کَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْکُهٗ فَتَتَابَعَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار دے دیا جائے گا۔ (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصّہ نہ دیں گے) اور جب امانت (کے مال) کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا (یعنی جب لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے اور اس کو مال غنیمت سمجھ لیں گے) اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا۔ اور جب علم کو دین کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ (یعنی علم کو دولت وغیرہ حاصل کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا (یعنی جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجا لائے گا) اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا۔

اور اس کو رنج دے گا اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بنائے گا۔ اور باپ کو دُور کر دے گا۔ اور جب مسجدوں میں زور زور سے باتیں کی جائینگی۔ اور شور مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کریگا اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارذل شخص ہوگا اور جب آدمی کی تعظیم اس کی بُرائیوں سے بچنے کے لئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) اور جب باجے ظاہر ہوں گے اور جب شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ پہلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا۔ زلزلہ کا۔ زمین میں دھنس جانے کا۔ صورتیں مسخ ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئینگی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔

علامات قیامت کا مطلب

ہی یہی ہے کہ جب لوگوں کے اخلاق بگڑ جائیں گے اور اللہ تعالےٰ کا خوف ان میں نہیں رہے گا اور شتر بے مہار کی طرح جدھر چاہینگے جائینگے اور جو چاہیں گے کریں گے۔ رزق خدا تعالےٰ کا کھائیں گے۔ ملک خدا کے میں رہیں گے اور پھر اسی سے بغاوت کریں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ کا غضب جوش میں آئے گا۔ کہ ان باغیوں کو اپنے ملک میں زندہ رکھنے کی ضرورت ہی کیا۔ بلکہ اس جہان میں ایسے باغیوں کے لئے عیش و آرام کے سامان مہیا کرنیکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیوں نہ اس جہان کا تختہ ہی اُلٹ دیا جائے۔

اسی حدیث شریف کے آئینہ

میں مسلمان قوم کا منہ دیکھئے کہ ان کے اخلاق کتنے گر چکے ہیں۔

اکثر بد دیانت ہیں۔

آج کل کے دَور میں اکثریت مسلمانوں کی بد دیانت ہے۔ مثلاً مقروض جب قرض لیتا ہے تو گویا کہ قرضخواہ کو یہ یقین دلا کر لیتا ہے کہ میں حسب وعدہ وقت پر ادا کر دوں گا اور قرضخواہ اس کی چاپلوسی کی باتوں میں آکر اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی جو پیسہ پیسہ جوڑ کر بیچارے نے جمع کی تھی۔ وہ مانگنے والے کی چاپلوسی پر اعتماد کر کے دے دیتا ہے۔ پھر کتنے مسلمان ہیں کہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ شائد سو میں سے پانچ ایسے نکلیں جو وعدہ کے مطابق ادا کر دیتے ہیں۔ ورنہ قرضخواہ کا روپیہ اس طرح کھا جاتے ہیں۔ جس طرح کہ کافر کا مال غنیمت انہیں ہاتھ آ گیا۔ جو کہا گئے وقت پر ادا نہیں کرتے اور جب قرضخواہ بیچارا مانگنے کے لئے آئے تو اُلٹا لڑنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں کہ ہم کہیں بھاگے جاتے ہیں کہ روز آ کر ستاتے ہو۔ جاؤ جا کر عدالت میں دعوےٰ دائر کرو اگر اتنی ہی جلدی ہے تو وہ بیچارا قرضخواہ نیکی برباد گناہ لازم کے سلسلہ کا ملزم ہو جاتا ہے اور جس طرح عرض کر چکا ہوں کہ شاید سو میں سے پانچ شریف مسلمان نکل آئیں جو قرضخواہ کو گھر جا کر چپکے سے دے آئیں۔

سو میں سے سو فیصدی

غالباً میرا اندازہ غلط نہیں ہوگا۔ کہ انگریز کے عہدِ حکومت میں سو میں سے سو فیصدی مسلمانوں کے خلاف مقدمے ہوتے تھے۔ یا مسلمان مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمہ کرتا تھا کہ فلاں مسلمان نے میرا فلاں روپیہ یا فلاں حق غصب کر لیا ہے یا ہندو مسلمان کے خلاف دیوانی مقدمے دائر کیا کرتا تھا کہ اس نے مجھ سے اتنی میعاد کے لئے اتنے سود پر قرض لیا تھا اور اب مجھے واپس نہیں دیتا۔ ہندو اگرچہ کافر تھا مگر اسکی کاروبار کے سلسلہ میں ساکھ تھی۔ غریب ہندو امیر ہندو سے سودا ادھار لے آتا تھا اور پھر جو وعدہ کرتا تھا اس دن اس وقت باقاعدہ ہنڈی ادا کر دیتا تھا۔ اسی وجہ سے ہندو کے کار و بار میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی اور مسلمان روز بروز کاروباری سلسلے میں تنزل کی طرف جاتا تھا۔ کیونکہ کاروباری سلسلہ میں (اگرچہ ہندو بے ایمان تھا) مگر اس کی ساکھ تھی۔ اور مسلمان باوجود کلمہ گو ہونے کے وعدے

کا جھوٹا بات کا کچا ہوتا تھا۔

جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا

جس طرح حکومت کی طرف سے کوئی تاوان یعنی جرمانہ دینا پڑے تو انسان کا دل اس تاوان کے ادا کرنے کو ہرگز نہیں چاہتا۔ کیونکہ وہ شخص سمجھتا ہے کہ یہ تاوان مجھ پر خواہ مخواہ ناحق ڈالا گیا ہے۔ قرب قیامت میں مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرض شدہ زکوٰۃ ایسی خیال کی جائے گی جیسے تاوان

آج کل بعینہٖ یہی حال ہے

میں بسا اوقات درس میں یہ کہا کرتا ہوں کہ جن مسلمانوں کے لاکھوں روپیہ گورنمنٹ کے بنکوں میں جمع ہیں۔ کبھی آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ فلاں صاحب نے بینک کے روپیہ کا حساب کرکے فرض زکوٰۃ کے ادا کرنے کا اہتمام کیا ہو۔ مثلاً فلاں بینک میں دو لاکھ روپیہ ہے۔ فلاں میں اڑھائی لاکھ روپیہ ہے اور فلاں میں چار لاکھ ہیں۔ انہوں نے اپنا منشی بٹھا رکھا ہو۔ تاکہ حساب کرکے۔ میاں صاحب کو بتلائے کہ آپ کے ذمہ اتنی زکوٰۃ نکلتی ہے اگر حکم ہو تو میں وہ روپیہ کسی مسلمانوں کے ادارے کو دے آؤں تاکہ وہ غربا پر تقسیم کر دیں۔ مجھے تو آج تک کسی ایک دولتمند مسلمان لکھ پتیئے کے متعلق اطلاع نہیں ملی۔ پھر میں کیا فیصلہ کروں کہ ایسے لاپرواہ اور باغی مسلمان اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جذب کرکے دنیا میں لا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کی قانون الٰہی سے لاپرواہی تو یہ چاہ رہی ہے کہ اس جہان کو ہی ختم کر دیا جائے تاکہ یہ باغی ختم ہی ہو جائیں باوجود علماء کرام کے ان صریح اعلانات کے ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ یہی چیز علامات قیامت میں سے ہے وما علینا الا البلاغ

ارشادات نبویہ میں علامات قیامت میں سے

تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ ہے جو اسی مذکور الصدر حدیث شریف میں ہے۔ اسی فقرے کا ترجمہ یہ ہے کہ تعلیم تو دی جائے گی۔ مگر وہ تعلیم دین اسلام کی نہیں ہوگی۔ بلکہ کوئی اور ہی چیز ہوگی۔

عہد برطانیہ کے گریجوایٹوں سے سوال

کیا کرتا ہوں کہ آپ نے سکولوں اور کالجوں میں چودہ سال تعلیم تو پائی اور بالآخر حکومت برطانیہ نے آپ کو تعلیمیافتہ ہونے کا تمغہ بھی دیا۔ مگر آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا آپ کے نصاب تعلیم میں کہیں کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی تھا اور کسی کلاس کے کورس میں اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد وہو علیٰ کل شیئ قدیر بھی تھا اور کیا پرائمری سے لے کر ایم اے تک کے کورس میں کہیں ناظرہ قرآن مجید بھی تھا۔

یقیناً نہیں تھا

تو کیا پھر مجھے یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم مسلمانوں سے ناراض ہے اور ہم نے ایسے حالات خود پیدا کر دیئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اس جہان کو ختم کرنے کا جلد از جلد فیصلہ کر دے کہ اس جہان کو ختم ہی کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اعلان ملاحظہ ہو

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (سورۃ ابراہیم ع ۵۔ پ ۱۳)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

سکولوں اور کالجوں کے دلدادگان

ماں باپ اور سمجھ دار نوجوان مذکور الصدر آیت قرآن کو غور سے پڑھیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی بے انتہا اور ان گنت نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور پھر اسکی الوہیت کے اقرار کے لیئے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کلمہ شہادت (جو ابھی عرض کر چکا ہوں) بھی ہماری تعلیم میں نظر نہ آئے۔ خود اپنے ضمیر سے فیصلہ کیجئے۔ کیا ان حالات میں اللہ تعالےٰ ان لوگوں سے راضی ہوگا۔ یا ناراض اور کیا یہ حالات اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکا کر اس جہان کے ختم کرنے کی دعوت نہیں دے رہے

وما علینا الا البلاغ

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

صحت روحانی کی بحالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ـ اما بعد

آج میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مجلس میں آنے کی غرض کیا ہے؟ وہ عرض ہے "صحت روحانی کی بحالی"۔ اگر صحت روحانی بگڑی ہوئی ہے تو ٹھیک ہو جائے۔ اگر ٹھیک ہے تو اور زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔

انسان کی صحت

دو قسم کی ہے۔ ۱۔ جسمانی صحت۔ جسمانی صحت کا احساس ہر انسان کو ہے ہر شخص جانتا ہے کہ کھانا کھائیں گے تو طاقت آئے گی۔ طاقت ہو گی تو زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں گے۔ جو اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتے۔ ان کو بھی صحت جسمانی کا احساس ہے۔

۲۔ صحت روحانی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندے کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ٹھیک ہو جائے۔ کھانے پینے پہننے نشست و برخاست۔ لینے دینے سونے جاگنے۔ غرضیکہ ۲۴ گھنٹے کے ہر لمحہ اور ہر عمل حیات میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب۔ محبوب اور مقصود ہو جائے صحت روحانی کی بحالی کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو وقتاً فوقتاً مبعوث فرماتے رہے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام صحت روحانی کی بحالی کے لئے ہدایات دیتے ہیں کہ یہ کام نہ کرنا اور وہ کام نہ کرنا۔ سب سے آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کی غلامی کا ہمیں شرف حاصل ہوا ہے۔ جس طرح ماں کو سب بچے یکساں پیارے ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتی کہ پندرہ سالہ لڑکا ڈیڑھ سالہ کو مارے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کو سب بندے پیارے ہیں وہ نہیں چاہتے کہ کوئی بندہ دوسرے بندہ پر ظلم کرے اس کے لئے اس نے کتب سماوی نازل فرمائے۔

کتب سماوی

اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ کے مناسب حال صحت روحانی کی بحالی کے لئے آسمان سے دستور العمل حیات نازل فرمایا۔ سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ قرآن مجید کو نازل فرمانے والے اللہ تعالےٰ ہیں اور اس کو پڑھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ (سورہ الجمعہ رکوع ۱ پ ۲۸)۔ (ترجمہ۔ اور وہ (پیغمبر) ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے) قرآن مجید ہمارے لئے مکمل دستور العمل حیات ہے۔ مسٹر جناح کو ہم اپنا مذہبی رہنما نہیں مانتے۔ ہمارے مذہبی رہنما حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہٗ تھے۔ مسٹر جناح کو ہم قوم کا لیڈر مانتے ہیں۔ انہوں نے مسٹر گاندھی کو قرآن مجید کے متعلق ایک خط میں لکھا تھا کہ قرآن مجید میں ہمارے پاس اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی۔ انفرادی۔ اجتماعی۔ دنیوی۔ اخروی۔ مکمل دستور العمل حیات موجود ہے۔

دونوں صحتیں

اے مسلمان! تیری صحت جسمانی اور صحت روحانی دونوں بحال رہنی چاہئیں۔ مجھے اس چیز کا دکھ ہے کہ عام طور پر نوجوان کو اپنی صحت روحانی کا احساس نہیں ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ تعالےٰ نے نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ اب آپ کے دروازہ کے غلام جن کے دائیں ہاتھ میں مشعل قرآن اور بائیں ہاتھ میں مشعلِ حدیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گی۔ وہ ان دونوں کی روشنی میں خلقِ خدا کی رہنمائی کریں گے ہم اللہ تعالےٰ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی امت ہیں۔ ہمارا امام وہ ہو سکتا ہے جو رسول اللہؐ کے دروازہ سے گذار کر ہمیں دربار الٰہی میں پہنچائے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔ ہم مطلق تصوف کے قائل نہیں۔ مطلق تصوف تو ہندوؤں سکھوں میں بھی ہے۔ ان میں بڑے بڑے سادھو ہیں۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ ایک شخص صوفی کہلائے آسمان پہ اڑتا نظر آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور قبلۂ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک کتاب و سنت کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو توڑنا فرض عین ہے ورنہ وہ خود بھی جہنم میں جائے گا۔ اور تمہیں بھی جہنم میں لے جائے گا۔

دو مربی

میرے دو مربی ہیں۔ دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ ایک تھے۔ دونوں میرے کاسہ گدائی میں کچھ نہ کچھ ڈال دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین ان کے جوتوں کی خاک کے ذرّوں سے جو موتی ملے ہیں۔ خدا کی قسم وہ بادشاہوں کے تاج میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے نہیں ہوتے۔ یہ موتی ایسے قیمتی ہیں کہ اگر اللہ تعالےٰ فرمائیں کہ اے میرے بندے اگر تو ان میں سے ایک موتی واپس دیدے تو میں تجھے دنیا کی بادشاہت عطا کر دوں گا۔ میں عرض کروں گا۔ اے اللہ بادشاہت کی جن کو خواہش ہے۔ ان کو دیدیجئے۔ میرے پاس تو یہ موتی ہی رہنے دیجئے۔

اللہ ھو

کے پاک نام کی برکت سے نفسانی خواہشات ختم ہو جاتی ہیں۔ جس طرح بارش سے گرد و غبار بیٹھ جاتے ہیں اور خواہشات نفسانی کے ختم ہو جانے کے بعد طبیعت شریعت کے تابع ہو کر چلنے کے لئے خوشی سے تیار ہو جاتی ہے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو جب اپنے دروازہ پر لاتا ہے تو اپنی صحت روحانی بحال کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

صحت روحانی

دوسروں کی صحت روحانی وہ شخص بحال کر سکتا ہے جو کتاب و سنت کا عالم ہو یہ بھی عرض کر دوں کہ ہر عالم ہادی نہیں ہوتا۔ یہ ایک علیحدہ فن ہے۔ صوفیائے

کرام کے چاروں طریقے برحق ہیں ۔ نقشبندی ۔ قادری ۔ چشتی ۔ سہروردی میں سب کا احترام کرتا ہوں ۔ اگرچہ میں خود قادری ہوں ۔ جو شخص بھی ان میں سے کسی طریقہ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا ۔ انشاء اللہ اس کی اپنی نجات ہو جائے گی ۔ لیکن ہادی وہی شخص ہو سکتا ہے ۔ جس کے داہنے ہاتھ میں مشعل قرآن اور بائیں ہاتھ میں مشعل حدیث خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ الآیۃ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پ ۸)
(ترجمہ ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے ۔ اس کا اتباع کرو)
مَا أُنزِلَ سے مراد قرآن مجید ہے قرآن مجید کی تابعداری رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر کرنی ہے ۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیۃ (سورۃ الاحزاب ع ۳ پ ۲۱)۔
(ترجمہ ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے)۔

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو نہیں جانتا ۔ وہ دوسروں کی کیا رہنمائی کرے گا ۔

آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

اللہ والے

اسی طرح اللہ والے شکل دیکھ کر معلوم کر لیتے ہیں کہ مخلص ہے یا منافق ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت را مے شناسم

جس طرح حکیم اور ڈاکٹر مرض کا پتہ لگا لیتے ہیں ۔ عام طور پر باشندگان لاہور کے ہاں اس قسم کے اللہ والوں کی نہ خواہش ہے اور نہ پہچان ہے ۔ ان کے ہاں بزرگ وہ ہے جو گیروے کپڑے پہنے ۔ لٹیں بڑھائے اور جس کے پاس عورتوں کا ہجوم ہو ۔

انسان بنانے

سے بنتا ہے ۔ بندر کو پگڑی پہنا دی جائے تو وہ انسان نہ بن جائے گا ۔ یہ انسانیت کا سائز ہے ۔ صوفیائے کرام کی صحبت نصیب ہو جائے تو انسان انسان بنتا ہے ۔ میں کہا کرتا ہوں کہ رنگ ہے قرآن ۔ صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً (سورۃ البقرہ رکوع ۱۶ پ ۱) ۔ (ترجمہ ۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے اور کس کا رنگ بہتر ہے)۔

اس رنگ کے رنگ فروش ہیں علمائے کرام اور رنگ ساز ہیں صوفیائے عظام ۔ جس طرح رنگ فروش اور ہوتا ہے ۔ وہ صرف پڑیا میں رنگ دے دیتا ہے ۔ پگڑی کی تار تار میں رنگ پہنچانے کے لئے رنگ کی پڑیا رنگ ساز کو دینی پڑتی ہے ۔ وہ اس کو رنگ دے گا ہم یہاں اس لئے آتے ہیں کہ ہماری صحت روحانی بحال ہو جائے ۔ یہ باتیں بھی سیکھنے سے آتی ہیں ۔

بعض لوگ میرے پاس آ کر شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں پہلے جو لطف آیا کرتا تھا ۔ وہ اب کچھ روز سے نہیں آ رہا میں جھٹ کہتا ہوں تم نے حرام کھایا ہوگا ۔ صرف سؤر اور کتا ہی حرام نہیں بلکہ اور چیزیں بھی حرام ہوتی ہیں ۔ لاہور کی تو اکثر چیزیں حرام ہوتی ہیں ۔ اکثر مسلمان بد دیانت ہیں ۔ ہندو کافر تھا اگر اسی حالت میں مرا تو ابدالآباد کے لئے دوزخ میں جائے گا ۔ لیکن وہ اتنا بد دیانت نہ تھا جتنا مسلمان ہے ۔

حرام کی تمیز

اکثر مسلمانوں کو حلال اور حرام کی تمیز نہیں ہے ۔ کامل کی صحبت میں مدت مدیدہ کے بعد باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے ۔ پھر حلال اور حرام کی تمیز ہوتی ہے ہر چیز میں خاصیت ہوتی ہے ۔ اللہ ھو کے پاک نام میں یہ خاصیت ہے ۔ کہ حلال حرام کی تمیز ہو جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی ضرورت کا احساس عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین

قرآن مجید

قانون ہے اور رسول اللہ ﷺ نمونہ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن مجید اور حدیث شریف دونوں محفوظ ہیں ۔ حدیث نہ رہے گی تو قرآن مجید بھی نہ رہے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے أَقِيمُوا الصَّلَاةَ (نماز قائم کرو) ہمیں کیا پتہ ہے کہ نماز کس طرح قائم کی جائے ۔ رسول اللہ ﷺ نے قائم کر کے دکھائی ۔ آپ نے ہمیں وضو بھی کر کے دکھایا ۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی روحانی صحت بحال فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں آ کر یہ چیز حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔ میں علمائے کرام سے کہا کرتا ہوں کہ آپ نے قرآن مجید تو پڑھا ہے ۔ لیکن ابھی تک آپ پر اس کا رنگ نہیں چڑھا رنگ چڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتے ہیں ۔ اور خلق خدا بھی راضی ہو جاتی ہے ۔ روحانی صحت کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ تعلق باللہ درست ہو جائے ۔ اس کا طریقہ یہ ہے ۔ کہ کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کی جائے ۔

لال الدین اختر بی اے بی ٹی

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور چودہ سو سالہ کتاب و سنت پر مبنی اسلام

قسط سوم

وائے محرومی! اس زمانہ کے گم کردہ راہ ہدایت منکرین حدیث۔ اسلام کے صوفی امام صاحبدلاں مولانا روم علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو پڑھیں اور اس سے عقیدت کے موتی حاصل کریں۔ ہم حیران ہیں کہ ان کو اپنی ذہنی خرافات کی اشاعت و ترویج کی تو رات دن فکر ہے۔ مگر حضور انورؐ کے وحی ترجمان کلام کو صفحہ ہستی سے محو کرنے اور اسکی تحریف معنوی کرنے کا ملحدانہ سودا سروں میں لئے پھرتے ہیں۔ ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہ جاتی جب ہم کتاب اللہ کے ماننے والوں کو خود صاحب کتاب رسول اللہ کے مبارک سوانح حیات۔ کردار کے ملکوتی نقوش اور ارشادات گرامی قدر کے تحفظ و صیانت میں پر ناک بھویں چڑھاتے دیکھتے ہیں۔ کتنا ظلم ہے کہ ثقہ سے ثقہ رواۃ پر زبانِ طعن و تشنیع دراز کی جائے سلسلۂ اسماء الرجال کو اپنی محفلوں میں نشانۂ تضحیک بنایا جائے اور پھر ان دانستہ گستاخیوں کو شائع کرکے ساری دنیا کی مسلم آبادی کی دل آزاری کی جائے۔

عصر ما ما را ز ما بیگانہ کرد
از جمالِ مصطفےٰ بیگانہ کرد

اقبال مرحوم

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا (وہ لوگ جنکی تمام کوششیں رائگاں جاتی ہیں۔ اس قدر برخود غلط ہیں کہ اس زعم باطل میں گرفتار ہیں۔ کہ ہم نیکی کر رہے ہیں۔

خیر مجھے ڈر ہے کہ میں اپنے موضوع سے کہیں دور نہ چلا جاؤں۔ لہذا مولانا روم کا صرف ایک اور شعر پیش کرکے علامۂ دوراں ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا وہ کلام ہدیۂ قارئین کرونگا جو آپ نے مسلمانانِ عالم کے سامنے فقط اس لئے پیش کیا ہے کہ وہ اپنی تمام تر بیدینیوں اور کمزوریوں کا علاج شفاخانہ حجاز ہی سے کرائیں۔ تاکہ ان کے جسم و روح کو عہد صحابہ کرام کی توانائیاں حاصل ہوں۔

مولانا موصوف عشق رسول اللہؐ میں سرشار ہو کر بے خودی کے عالم میں حضورؐ پُر نور شافع یوم النشور کی تعریف و ستائش میں محو بیٹھے ہیں کہ معاً آپ کی روح عقیدت کے پر لگا کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتی ہے۔ مگر اس عقیدت کے تاجدار کو انہماک قدسی میں پاکر خادمانہ انداز میں لب کشائی کرتی ہے۔

اے ہزاراں جبرائیل اندر بشر
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

(اے ہادی انس و جان تیرا مبارک سینہ ہزاروں جبرئیلوں کا نشیمن بنا ہوا ہے۔ گویا تیرا مقام محبوبیت حضور خداوندی میں سب سے زیادہ ارفع اور اقرب ہے۔ لہذا اپنی فیاضانہ نگاہوں سے ہمیں بھی مستفیض ہونے کا موقع مرحمت فرمائیے۔ کیونکہ آپؐ کی ایک مزکّی نگاہ سے ہزاروں دلوں میں انوار تزکیہ کے چراغ جگمگا اٹھتے ہیں)۔

جزاک اللہ۔ زبان رومی صاحب سے جب بھی نکلتے ہیں تو حب مصطفےٰ کے نغمات ہی نکلتے ہیں۔

میں بھول نہیں گیا ہوں کہ میں حضرت اقبال مرحوم کے اس شعر کو پڑھ کر آگے بڑھا تھا۔ جس میں آپ نے میخانہ رومی کا تعارف کرانا چاہا ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین حق کو ہر لحاظ سے اپنا رہنمائے زندگی بنانے کی انتہائی ترغیب دلائی ہے۔ اگلے شعر میں ایک فیصلہ کن انداز میں ارشاد فرما رہے ہیں۔

ایں کار حکیمے نیست۔ دامانِ کلیمے گیر
صد بندۂ ساحل مست۔ یک بندۂ دریا مست

امت مسلمہ کے تمام امراض کا علاج فقط اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ اس کے افراد کو کسی صاحب دل انسان کی سپردگی میں دیا جائے تاکہ وہ اپنی عارفانہ رہنمائی سے مادہ پرستی کے زنگار کو دلوں سے دور کر دے اور اس کی بجائے اُن کے قلوب کو روحانیت کا صیقل عطا کرے۔ قلب و روح کی ویرانی کو شادابی سے بدلنا کسی حکیم روزگار کا کام نہیں ہے کہ وہ عقل و خرد کی راہوں پر چل کر اس بھولی بھٹکی اُمت کو منزل مقصود تک لے جائے گا۔ بلکہ کسی کلیم وقت کی دامنگیری اس موقعہ پر اشد ضروری ہے۔ کیونکہ ظاہری نظریں رکھنے والے لوگ کسی حادثہ کے اسباب و علل معلوم کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ہر چیز کی حقیقت محرم راز پر ہی منکشف ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرماتے ہیں۔ "صد بندۂ ساحل مست۔ یک بندہ دریا مست" کہ اگر دریا کی گہرائی۔ دھارے کے زور۔ گرداب کی غرقابی اور امواج کے تلاطم کا اندازہ ہو سکتا ہے تو فقط شناور و غواص کو ہی ہو سکتا ہے۔ اور سینکڑوں افراد جو ساحل پر کھڑے ہیں۔ ان کی حیثیت تو فقط تماشائیوں کی ہے۔ ان کی نگاہوں کے سامنے دریا کی موجوں کا مدّ و جزر ایک بے معنی کھیل ہے۔ اور کچھ نہیں۔ لہذا مسلمانانِ عالم کی پستی کو اگر بلندی سے بدلنا مقصود ہے تو قوم کا فرض ہے کہ وہ کسی قرآن و حدیث کے غوّاص کی تلاش کرے۔ تاکہ وہ منشاء الٰہی کے مطابق اور ہدایت پیغمبرانہ کی روشنی میں بندگانِ خدا کو صراط مستقیم کا پتہ دے۔ ہمارے تو دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں کہ خدائے غفور الرحیم اپنی شان غفاری سے اقبالؒ کی قبر کو بقعۂ انوار بنائے۔ لادینی کی فضا میں دین متین کی دعوت دینا تائید ایزدی کے بغیر ممکن نہیں اور ہم تو علامہ مرحوم کی اس سعادت پر ان کو قیامت تک مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔

آگے دیکھئے مذکورہ بالا حقیقت کو کن الفاظ میں دہرا رہے ہیں ؎

مرد حق سرمایۂ روز و شب است
زانکہ او تقدیر خود را کوکب است

وہ انسان جو اپنی زندگی کی باگ ڈور ہدایت آسمانی کے آخری علمبردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دے۔ اس کو اس غلامانہ عقیدت کے صلے میں وہ قوتیں دی جاتی ہیں کہ وہ باطل پر بآسانی غلبہ

باقی صفحہ ۱۴ پر

ابو عبد الرحیم کرم لدھیانوی

قیامت کا دن

قیامت کا دن اس دن کو کہتے ہیں جس دن تمام آدمی اور جاندار مر جائیں گے اور تمام دُنیا فنا ہو جائیگی پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے پھرینگے۔ ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے غرض ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائیگی حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے۔ اسکی آواز اس قدر سخت اور ڈراؤنی ہوگی۔ کہ اس کے صدمہ سے سب مر جائیں گے اور ہر چیز ٹوٹ پھوٹ کر فنا ہو جائیگی مسلمانوں کو جن سات چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان میں سے پانچویں چیز قیامت کا دن ہے۔ اگر کوئی شخص قیامت کا منکر ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ پ۱ ع ۱۔ اور آخرت کو وہ یقینی جانتے ہیں۔

قیامت کیا ہے

اس دن کے بے شمار نام کتاب اللہ میں بیان کئے گئے ہیں (۱) يَوْمِ الدِّيْنِ انصاف کا دن، یعنی روز جزا و سزا جیسے کہ سورہ فاتحہ میں مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ فرمایا۔ اس دن بڑے بڑے امور پیش آئیں گے۔ ایسا خوفناک روز نہ پہلے ہوا نہ آگے کو ہو۔ اس روز بجز ذات حق تعالیٰ کسی کو ملک و حکومت ظاہری بھی نصیب نہ ہوگی

(۲) يَوْمِ الْاٰخِرِ۔ آخری دن وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الخ پ۲ ع ۶ (ترجمہ) لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر، وغیرہ۔

(۳) يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کا دن۔ يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ پ۲۹ ع ۱۷۔ (ترجمہ) پوچھتا ہے کب ہوگا دن قیامت کا۔

یعنی انسان استہزاء تمسخر اور سینہ زوری سے سوال کرتا ہے کہ ہاں صاحب وہ آپ کی قیامت کب آئیگی اگر واقعی آنے والی ہے تو تعین سن و ماہ اس کی تاریخ تو بتلا دیجئے۔

(۴) اَلسَّاعَةُ "گھڑی وقت" جیسے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ پ۹ ع ۱۳۔

(ترجمہ) تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ اسکی خبر تو میرے رب ہی کو ہے۔

یعنی تمام دنیا کی اجل (موت) کے متعلق متنبہ فرما دیا کہ جب کسی کو اپنی خاص موت کا علم نہیں کب آئے۔ پھر کل دنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے کہ فلاں تاریخ اور فلاں سن میں آئے گی۔ اسکی تعیین کا علم بجز خدائے علام الغیوب کے کون بتلا سکتا ہے۔ آسمان و زمین میں ایک بڑا بھاری واقع ہوگا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

(۵) يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔ بڑا دن اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ پ۳۰ ع ۸ (ترجمہ) کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اُٹھنا ہے اُس بڑے دن کے واسطے۔ یعنی اگر انہیں خیال ہوتا کہ مرنے کے بعد ایک دن پھر اُٹھنا اور اللہ کے سامنے تمام حقوق و فرائض کا حساب دینا ہے۔ تو ہرگز ایسی حرکت نہ کرتے۔

(۶) يَوْمُ الْفَصْلِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۝ پ۲۹ ع ۲۱۔ (ترجمہ) اور تونے کیا جانا کیا ہے فیصلہ کا دن۔

مت پوچھو فیصلہ کا دن کیا چیز ہے؟ بس یہ سمجھ لو کہ جھٹلانے والوں کو اس روز سخت تباہی اور مصیبت کا سامنا ہوگا کیونکہ جس چیز کی ان کو اُمید نہ تھی۔ جب وہ یکایک اپنی ہولناک صورت میں آ پہنچیگی تو ہوش پرّاں ہو جائیں گے اور حیرت و ندامت سے حواس باختہ ہوں گے۔

(۷) يَوْمُ التَّغَابُنِ "ہار جیت کا دن" يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ پ۲۸ ع ۱۵۔ (ترجمہ) جس دن تم کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن۔ وہ دن ہے ہار جیت کا۔ یعنی اس دن دوزخی ہار ینگے اور جنتی جیتیں گے۔ ہارنا یہی کہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں کو بے موقع خرچ کرکے راس المال بھی کھو بیٹھے اور جیتنا یہ کہ ایک ایک عمل کے ہزاروں درجے پائے۔

(۸) يَوْمُ الْخُرُوْجِ۔ "نکلنے کا دن" جیسے يَوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ۝ پ۲۶ ع ۱۷۔

(ترجمہ) جس دن سنیں گے چنگھاڑ محقق وہ ہے دن نکل پڑنے کا۔

یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائیگا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے۔

(۹) يَوْمُ الْحَشْرِ۔ اکٹھا کرنے کا دن۔ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ پ۲۶ ع ۱۷۔

(ترجمہ۔ جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ سب دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ یہ اکٹھا کرنا ہم کو آسان ہے۔

(مطلب) زمین پھٹیگی اور مردے اس سے نکل کر میدان حشر کی طرف جھپٹینگے۔ خدا تعالےٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک مکان میں اکٹھا کر دیگا۔ ایسا کرنا اس کو کچھ مشکل نہیں۔

(۱۰) يَوْمُ الْبَعْثِ۔ جی اُٹھنے کا دن۔ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ پ۲۱ ع ۹۔ (اللہ کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو)

(۱۱) يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا۔ "اُداسی والے دن کی سختی"

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ پ۲۹ ع ۱۹۔

(ترجمہ) بے شک ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے ایک دن اُداسی والے کی سختی سے

(مطلب) ہم کو اپنے پروردگار کا اور اس دن کا خوف لگا ہوا ہے جو بہت سخت اُداس اور غصہ سے چیں بجبیں ہوگا۔

(۱۲) نَبَاِ عَظِيْمِ۔ بڑی خبر عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ پ۳۰ ع ۱۔

(ترجمہ) کیا بات پوچھتے ہیں لوگ آپس میں، پوچھتے ہیں اس بڑی خبر سے۔

یعنی لوگ کس چیز کے کھوج میں ہیں۔ کیا وہ چیز ان کے سوال کرنے کے قابل ہے اور کیا وہ اس کے سمجھنے کی استعداد رکھتے ہیں کہ بہت پوچھ پاچھ کرنے سے ان کی سمجھ میں آ جائیگی یا ایسی چیز ہے۔ کہ جستجو کے لائق نہیں اور جس قدر اس میں چھیڑ چھاڑ کریں گے۔ مطلب سے دور پڑیں گے۔

یہ ایک بڑی خبر ہے باعتبار اپنی ذات کے اور باعتبار واقع ہونے اپنے مضمون کے بھی بڑی ہے۔ یعنی جو چیزیں اس

میں واقع ہونگی۔ وہ بہت پُر خوف ہیں کہ نہ آنکھ ان کو دیکھ سکے نہ کان ان کو سُن سکے اور باعتبار سمجھنے اور دریافت کرنے کے بھی بڑی ہے کہ کسی بشر کی عقل کو یہ طاقت نہیں کہ اسکی حقیقت کما حقہٗ دریافت کر سکے۔

قیامت کے زہرہ گداز اور ہولناک مناظر

(۱) اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝ پ۳۰ ع ۲۶۔

وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی۔ کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی؟ اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑا ڈالنے والی۔

یعنی قیامت ہے جو قلوب کو سخت فزع اور گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑا ڈالے گی مطلب یہ ہے کہ حادثہ قیامت کے اس ہولناک منظر کا کیا بیان ہو؟ اس دن ہونگے لوگ جیسے پتنگے بکھرے ہوئے اور ہونگے پہاڑ جیسے رنگی ہوئی اون دُھنی ہوئی۔ جیسے دُھنیا اون یا روئی کو دھنک کر ایک ایک پھاہا کرکے اُڑا دیتا ہے۔ اسی طرح پہاڑ منفرق ہو کر اُڑ جائیں گے۔

(۲) هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝ پ۳۰ ع ۱۳۔

ترجمہ۔ کچھ پہنچی تجھ کو بات اُس چھپا لینے والے کی؟ کتنے مُنہ اُس دن ذلیل ہونے والے ہیں، محنت کرنیوالے تھکے ہوئے گرینگے دہکتی آگ میں پانی ملے گا ایک چشمہ کھولتے ہوئے کا۔

غاشیہ (چھپا لینے والی) سے مُراد قیامت ہے جو تمام مخلوق پر چھا جائیگی۔ اور جس کا اثر سارے جہان پر محیط ہوگا۔ کتنے لوگ ہیں جو دنیا میں محنتیں کرتے کرتے تھک جاتے ہیں۔ مگر ان کی سب محنتیں طریق حق پر نہ ہونیکی وجہ سے سب اکارت جائینگی۔ یہاں بھی تکلیفیں اُٹھائیں اور وہاں بھی مصیبت میں رہے۔ خسر الدنیا والاٰخرۃ۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کافر لوگ جو دنیا میں بڑی بڑی ریاضت کرتے ہیں۔ اللہ کے ہاں کچھ قبول نہیں ہوتی۔ جب دوزخ کی گرمی ان کے باطن میں سخت تشنگی پیدا کریگی بے اختیار پیاس پیاس پکارینگے کہ شاید پانی پینے سے یہ تشنگی دُور ہو۔ اس وقت ایک گرم کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی دیا جائے گا۔ جس کے پیتے ہی ہونٹ کباب ہو جائیں گے۔ اور آنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑیں گی۔ پھر فوراً درست کی جائینگی اور اسی طرح ہمیشہ عذاب میں گرفتار رہیں گے۔ العیاذ باللہ

(۳) يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ پ۱۷ ع ۸

ترجمہ۔ اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے۔ جس دن اس کو دیکھو گے بھول جائیگی ہر دُودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے کو۔ اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور اُن پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے

(مطلب) قیامت کے عظیم الشان زلزلے دو ہیں۔ ایک عین قیام قیامت کے وقت یا نفخۂ ثانیہ کے بعد، دوسرا قیامت سے کچھ بیشتر جو علامات قیامت میں سے ہے اگر پہلا مراد ہو۔ حقیقتاً زلزلہ آئے اور دودھ پلانے والی یا حاملہ عورتیں اپنی اسی ہیئات پر محشور ہوں۔ یا زلزلہ سے مراد وہاں کے اہوال و شدائد ہوں۔ اس قدر گھبراہٹ اور سختی ہوگی۔ کہ اگر دُودھ پلانے والی عورتیں موجود ہوں تو مارے گھبراہٹ اور شدّت ہول کے اپنے بچوں کو بھول جائیں اور حاملہ عورتوں کے حمل ساقط ہو جائیں۔ اس وقت لوگ اس قدر مدہوش ہونگے کہ دیکھنے والا شراب کے نشہ کا گمان کرے۔ حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام؟ خدا کے عذاب کا تصوّر اور اہوال و شداید کی سختی ہوش گم کر دے گی۔

(۴) فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ پ۳۰ ع ۵

ترجمہ۔ پھر جب آئے وہ کان پھوڑنے والی۔ جس دن کہ بھاگے مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے۔ ہر مرد کو ان میں سے اس دن ایک فکر لگا ہُوا ہوگا۔ جو اس کیلئے کافی ہوگا۔

(مطلب) ایسی سخت آواز جس سے کان بہرے ہو جائیں۔ اس سے مراد نفخ صُور کی آواز ہے۔ اس وقت ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی۔ احباب و اقارب ایک دوسرے کو نہ پہچانیں گے۔ بلکہ اس خیال سے کہ کوئی میری نیکیوں میں سے نہ مانگنے لگے۔ یا اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے۔ ایک دوسرے سے بھاگیگا۔

(۵) يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝ پ۳۰ ع ۳۔

ترجمہ۔ جس دن کانپے کانپنے والی۔ اس کے پیچھے آئے دوسری۔ کتنے دل اس دن دھڑکنے والے ہوں گے اُنکی آنکھیں جُھک رہی ہونگی۔ لوگ کہتے ہیں کیا ہم پھر آئیں گے اُلٹے پاؤں۔ کیا جب ہماری ہڈیاں ہو چکیں بوسیدہ بولے تو، تو یہ پھر آنا ہے ٹوٹے کا۔ سو وہ تو صرف ایک جھڑکی ہے۔ پھر تبھی وہ آ رہے میدان میں۔

(مطلب) پہلی دفعہ صور پھونکنے سے زمین میں بھونچال آئے۔ پھر دوسرا نفخہ پھونکا جائے۔ اضطراب اور گھبراہٹ سے دل دھڑکتے ہونگے اور ذلت و ندامت کے مارے آنکھیں جُھک رہی ہونگی۔ قبر کے گڑھے میں پہنچکر کیا ہم پھر زندگی کی طرف واپس کئے جائیں گے۔ ہم تو نہیں سمجھ سکتے کہ کھوکھری ہڈیوں میں دوبارہ جان پڑے گی۔ ایسا ہوا تو یہ صورت ہمارے لئے بڑے ٹوٹے اور خسارہ کی بات ہوگی کیونکہ ہم نے اس زندگی کے لئے کوئی سامان نہیں کیا۔ یہ لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے ہاں یہ سب کام دم بھر میں ہو جائیں گے جہاں ایک ڈانٹ پلائی یعنی صُور پھونکا۔ اسی وقت بلا تکلف سب اگلے پچھلے میدان حشر میں کھڑے دکھائی دیں گے۔

(۶) يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ پ۲۹ ع ۱۷

ترجمہ۔ پوچھتا ہے کب دن ہوگا۔ قیامت کا۔ پھر جب چندھیانے لگے آنکھ اور گہن جاوے چاند۔ اور اکٹھے ہوں سورج و چاند۔ کہیگا آدمی اُس دن کہاں چلا جاؤں بھاگ کر۔

باقی صفحہ ۱۶ پر

ابن العزیز یار محمد نیاز

صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کا علمی ولولہ

قسط چہارم

سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۵۹ء

حضرت عمرو بن العاصؓ کی علمی حالت

آپ اپنے وقت کے قاری اور فقیہہ مجتہد اور ادیب تھے۔ آپ کو قرآن کریم اور قرائت قرآن سے خاص ذوق تھا۔ احادیث کا ذخیرہ بھی آپ کے پاس تھا آپ سے روایات کی کل تعداد انتالیس ہے۔ آپ کو تفقہ اور اجتہاد کا بہت بڑا ملکہ حاصل تھا۔ ویسے تو زندگی بھر خطبات اور تقاریر میں مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سکھاتے اور سمجھاتے رہے۔ مگر جب عمان کی گورنری پر مامور ہوئے۔ تب بھی بوقت فراغت مسلمانوں کو برابر تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رکھا۔ ادب میں آپ کو اچھی خاصی دسترس تھی اور انشاء پردازی میں آپ ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آج بھی آپ کی جو تحریریں موجود ہیں۔ ان کو دنیائے ادب میں بلند مقام حاصل ہے۔ جامعیت اور اختصار بدائع اور تشبیہات آپ کی انشاء پردازی کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ معمولی سے معمولی تحریر بھی فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی تھی۔

حضرت زید بن ثابت کے علمی کمالات

آپ اپنی تفقہ اور اجتہاد ہی کی بدولت عہد رسالت اور شیخین کرام کے زمانہ میں منصب افتاء (فتویٰ دینا) پر سرافراز رہے۔ فرائض دانی میں آپ یکتائے زماں تھے۔ آپ کی علمی قابلیت کی بنا پر فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپ کو مدینہ طیبہ سے کہیں باہر نہیں جانے دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت فاروقؓ نے لوگوں کو مختلف ممالک میں پھیلا دیا تھا اور کسی قسم کے فتوے یا رائے دینے سے ممانعت فرما دی تھی۔ مگر حضرت زید بن ثابتؓ اس آرڈیننس سے بری اور مستثنیٰ تھے حضرت سعید بن مسیبؒ باوجودیکہ آپ خود بھی مجتہد تھے۔ لیکن تمام فتووں اور فیصلوں میں بالکل حضرت زیدؓ ہی کے پیرو تھے۔ ان کے علاوہ دنیائے اسلام میں حضرات امام شافعی اور امام مالک (رحمہما اللہ تعالیٰ) کا جو درجہ اور مقام ہے وہ کسی فرد بشر سے مخفی نہیں۔ اول الذکر فرائض کے جملہ مسائل میں آپ ہی کے مقلد رہے اور موخر الذکر کا قول ہے کہ در حقیقت عمر بن الخطابؓ کے بعد حضرت زیدؓ ہی مدینہ منورہ کے امام تھے۔ قصہ کوتاہ جملہ اصحاب کبار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) آپ کے علمی کمالات کے معترف تھے۔

حافظ احادیث امام الائمہ امام بخاریؒ

صغر سنی میں والد کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا۔ آپ نے بحالت یتیمی بچپن سے ہی حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی جملہ تصانیف و تالیفات بچپن ہی میں حفظ کر لی تھیں۔ اپنے شہر میں جس قدر احادیث مل سکیں یاد کر لیں۔ بعد ازاں بلخ۔ بغداد۔ شام۔ دمشق۔ بصرہ۔ کوفہ مکہ۔ مدینہ وغیرہ میں گئے اور جتنا کچھ احادیث کا ذخیرہ ملا۔ جلد ہی حاصل فرما لیا نو عمری میں آپ استاذ الحدیث بن گئے حالانکہ آپ بالکل بے خط و بے ریش تھے۔ حاشد اور ان کے ساتھی کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ ہم لوگوں کے ساتھ استاد کے پاس جایا کرتے تھے۔ ہم اپنے جملہ اسباق لکھتے۔ لیکن امام بخاری علیہ الرحمۃ دوران درس خاموش بیٹھے رہتے۔ اور جب سبق ختم ہو جاتے۔ ویسے ہی اٹھ کر واپس چلے آتے۔ کچھ عرصہ بعد ہم نے انہیں کہا کہ آپ اپنے اسباق کیوں نہیں لکھتے۔ فارغ کیوں بیٹھے رہتے ہو۔ کچھ لکھا کرو۔ تاکہ محض تضیع اوقات تو نہ ہو اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ زبان سے ایک لفظ بھی ادا نہ کیا۔ اس کے بعد ہمارے اس طرح بار بار کہنے پر ایک روز آپ نے تنگ آ کر فرمایا۔ "لایئے تو میں دیکھوں کہ آپ لوگوں نے کیا کچھ لکھا ہے"۔ ہم نے اپنا مجموعۂ احادیث جو پندرہ ہزار احادیث سے بھی زیادہ تھا۔ انہیں دکھلایا۔ آپ نے یہ جملہ احادیث تھوڑی دیر میں حفظ سنا دیں اور ایسی سرعت و صحت سے پڑھیں کہ ہم سب سامعین انگشت بدنداں رہ گئے۔

نتیجہ

یہ اُن بزرگوں کے متعلق ہے۔ جن کا یعنی آئیڈیا (اصل المقصد نصب العین) حصول و تحصیل علم تھا اور یہ محض علم ہی کی برکت ہے کہ دنیائے اسلام میں آج بھی وہ حضرات مفتی۔ اور مجتہد۔ فقیہ و ادیب حافظ القرآن والحدیث اور امام الائمہ وغیرہ جیسے عظیم الشان اور قابل رشک القاب سے یاد کئے جاتے ہیں طلب علم کیلئے عزیز وطن کو بھی خیرباد کہنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ نبی کریم حضرت رسالتمآب علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ كَانَ بِالصِّيْنِ علم حاصل کرو۔ خواہ اس سلسلہ میں چین جیسے دور دراز ممالک میں بھی کیوں نہ جانا پڑے۔ علم بنی نوع انسان کیلئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے اور یہ اس کا کمال ہے شیخ حضرت مصلح الدین سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں کہ انسان علم کے بغیر خدا تعالیٰ کو نہیں پہچان سکتا۔

بنی آدم از علم یابد کمال — نہ از حشمت و جاہ و مال و منال
چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

علم اس غرض سے ہرگز نہیں پڑھنا چاہیئے کہ اسکی بدولت مال و زر جمع کرنا ہے۔ کیونکہ اس طرح سے طالب علم کی روحانیت مردہ ہو جاتی ہے اور وہ اسلام سے بے بہرہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس غرض سے اگر پڑھا جائے کہ اپنی خودی پہچان کر ساری زندگی اسلام اور مسلمانوں کے لئے وقف کر دی جائے تو وہ مددگار اور رہنما بن جاتا ہے۔ علامہ سر ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود

قیامت کا دن صفحہ ١٤ سے آگے

یعنی منکرین قیامت اس سبب سے انکار نہیں کرتے کہ یہ مسئلہ بہت مشکل ہے۔ بلکہ اس لئے ایسا خیال دل میں آنے نہیں دیتے۔ جس سے عیش منغص ہو اور لذت میں خلل پڑے۔ بلکہ ہنسی اور مذاق کے طور پر پوچھتے ہیں۔

حق تعالیٰ کی تجلی قہری سے جب آنکھیں چندھیانے لگیں گی اور مارے حیرت کے نگاہیں خیرہ ہو جائیں گی۔ اور سورج بھی سر کے قریب آ جائے گا۔ سورج اور چاند بے نور ہونے میں دونوں شریک ہونگے اب تو کہتا ہے وہ دن کہاں ہے اور اس وقت بد حواس ہو کر کہیگا کہ آج کدھر بھاگوں اور کہاں پناہ لوں۔ ارشاد ہوگا کہ آج نہ بھاگنے کا موقعہ ہے۔ نہ سوال کرنے کا۔ آج کوئی طاقت تیرا بچاؤ نہیں کر سکتی۔ نہ پناہ دے سکتی ہے۔ آج کے دن سب کو اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضر ہونا ہے اور اسی کی پیشی میں ٹھہرنا ہے پھر وہ جس کے حق میں جو کچھ فیصلہ کرے۔ سب اگلے پچھلے اعمال نیک ہوں یا بد۔ اس کو جتلا دیئے جائیں گے۔

(٧) اَلْحَآقَّةُ ۙ مَا الْحَآقَّةُ ۚ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ۝ پ ٢٩ ع ٥۔

ترجمہ۔ وہ ثابت ہو چکنے والی کیا ہے؟ ثابت ہو چکنے والی، اور تو نے کیا سوچا کیا ہے۔ وہ ثابت ہو چکنے والی۔

(مطلب) وہ قیامت کی گھڑی جس کا آنا ازل سے علم الٰہی میں ثابت اور مقرر ہو چکا ہے۔ جبکہ حق و باطل سے بالکل وا شگاف طور پر بغیر کسی طرح کے شک و شبہ کے جدا ہو جائے گا اور تمام حقائق ایسے پورے کمال کے ساتھ نمایاں ہونگے اور اس کے وجود میں جھگڑا کرنے والے سب اس وقت مغلوب و مقہور ہو کر رہیں گے۔ جانتے ہو وہ گھڑی کیا چیز ہے اور کس قسم کے احوال و کیفیات اپنے اندر رکھتی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی کتنا ہی سوچے اور فکر کرے اس دن کے زہرہ گداز اور ہولناک مناظر کو پوری طرح ادراک نہیں کر سکتا۔

(٨) لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْــَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ پ ٩ ع ١٣۔ ترجمہ۔ جب تم پر آئے گی تو اچانک آئے گی۔ آپ سے پوچھنے لگتے

ہیں کہ گویا آپ اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

(مطلب) ان لوگوں کے طرز سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ آپ کی نسبت یوں سمجھتے ہیں کہ آپ بھی اس مسئلہ کی تحقیق و تفتیش اور کھوج لگانے میں مشغول رہے ہیں اور تلاش کے بعد اس کے علم تک رسائی کر چکے ہیں حالانکہ یہ علم حق تعالےٰ شانہٗ کے ساتھ مخصوص ہے۔ انبیاء علیہم السلام اس چیز کے پیچھے نہیں پڑا کرتے جس سے خدا نے اپنی مصلحت کی بنا پر روک رکھا ہو۔

قیامت کے آنے کا ٹھیک وقت سوائے خداوند تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ اتنا معلوم ہے کہ جمعہ کا دن اور محرم کی دسویں تاریخ ہوگی۔

باقی آئندہ

نفیس چغتائی

مومن

جہاد زندگی میں بر سر پیکار ہے مومن
کہ ہر میدان میں شمشیر جوہر دار ہے مومن
خدا کے نام پر اٹھی ہوئی تلوار ہے مومن
شریک مستی ہنگامۂ احرار ہے مومن
دل کفار میں چبھتا ہوا سا خار ہے مومن
جہان خشک و تر میں نائب جبار ہے مومن
ازل سے آشنائے لذت اسرار ہے مومن
کبھی رومی کبھی سعدی کبھی عطار ہے مومن
غریبوں بیکسوں کا حامی و غمخوار ہے مومن
ہجوم کفر پر گرتی ہوئی تلوار ہے مومن
حقیقت منکشف ہے اس پہ اسرار دو عالم کی
حریم کبریا کا محرم اسرار ہے مومن
کبھی صدق و صفا میں حضرت صدیقؓ کا مظہر
کبھی مثل علیؓ کفار سے دوچار ہے مومن

بقیہ علامہ اقبال صفحہ ۱۲ سے آگے

حاصل کر سکتا ہے۔ اس کے مجاہدانہ کردار میں اس کی تقدیر کے انوار جھلکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔

بندۂ صاحب نظر پیر امم
چشم او بینائے تقدیر امم
از نگاہش نیز تر شمشیر نیست
ماہمہ نخچیر او نخچیر نیست

اقبال مرحوم کے نزدیک صاحب نظر وہی ہے جس کی بصیرت کا نور خاک تذ کا مرہون منت ہے۔ کیونکہ در مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذروں کو سرمہ بنا کر آنکھوں میں ڈالنے والے مقام صدیقیت و فاروقیت تک پہنچ گئے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اقوام عالم کی پیشوائی حاصل ہے اور انکی دور رس نگاہوں نے قوموں کے آئندہ زوال وارتقا کو واضح واضح اشارات سے پیش کیا ہے علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ انکی نگاہ تلوار سے بھی تیز ہوتی ہے۔ ہماری رُوحیں نفسانی خواہشات کے چنگل میں مقید و مجروح ہیں مگر شیدائیان رسالت کو دنیا کا کوئی لالچ بھی اپنی طرف راغب نہیں کر سکتا۔

لرزد از اندیشۂ آں پختہ کار
حادثات اندر بطون روزگار

شادیان پیغمبر اعظم صل اللہ علیہ وسلم کی استقامت فی الدین اور بلندی عزیمت کی یہ شان ہے کہ ان کی پختہ کار زندگی کی برکت سے اطراف ملک میں ہر طرح امن قائم رہتا ہے۔ ہاں ہاں اُن کے وجود باوجود سے زلزلہ خیز حادثات کا سد باب ہو جاتا ہے۔

آج کل کے بناسپتی محققین کے خلاف علامہ مرحوم نے ہر موقعہ پر رسول مقبول کی فدائیت کا سبق دیا ہے۔ اور آپ کی زندگی کو لاکھوں آفتاب حکمت کا حامل یقین کیا ہے۔

جواب شکوہ میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

جزاک اللہ! ہند کے غلام آباد خطے میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کو پکار رہے ہیں۔ کہ اے عقیدت کیشان نبوت۔ اگر آپ لوگ اپنی پستی کو سربلندی میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو آقائے مدنی کے ساتھ اپنی عقیدت کو حد عشق و جنون تک بڑھا دیجئے۔ تاکہ آپ لوگوں کی زندگی میں صحابہ کرام

۴۴ کی والہانہ شیفتگی کا نقشہ نظر آنے لگے۔ جس کے نتیجہ میں ادبار و نحوست کی گھٹائیں چھٹ جائینگی اور آپ کی بستیوں پر نور کے اُجالے ہو جائیں گے۔

(باقی آئندہ)

محمد شفیع عاجی عمر الدین پٹھہ

اعلیٰ اخلاق

وعدہ کا خیال

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۴)

(ترجمہ۔ اور عہد کو پورا کرو۔ بے شک عہد کی باز پرس ہو گی۔)

اس میں سب عہد داخل ہوئے۔ خواہ اللہ سے کئے جائیں یا بندوں سے بشرطیکہ غیر مشروع نہ ہوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کسی کو قول و قرار صلح کا دے کر بدعہدی کرنا اس کا وبال ضرور پڑتا ہے۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

دوسرے مقام پر فرمایا۔ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا (ترجمہ۔ اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲)

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ "بندگی کا عہد نبا ہو اور وہ اتباع رسالت سے ہو گا"

نیز اولوالالباب (عقلمندوں) کے اوصاف میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ (الرعد۔ ۲۰)۔ (ترجمہ۔ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔)

دنیا میں پھلنے پھولنے والے اور آخرت میں کامیاب ہونے والے ایمان والوں کی ایک خصلت یہ ہے۔ (وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ المؤمنون ۸) ترجمہ (اور اپنے وعدہ کا لحاظ رکھتے ہیں۔

حدیثوں میں منافق کی علامات جو مذکور ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ منافق وعدہ خلافی کرتا ہے

ہم نے جب کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیا۔ تو ہم نے اقرار توحید اور اقرار رسالت کر لیا۔ اب اس عہد کو نباہنے کے لئے اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو لبیک کہہ کر اس پر عمل کرنا ہو گا اور اللہ کے بندوں کے ساتھ لین دین کے معاملا صلح کی شرائط دوسرے قول و قرار وغیرہ اگر وہ غیر شرعی نہ ہوں تو ان کو پورا کرنا ہو گا۔ بدعہد کہیں عزت نہیں پاتا اور نہ ہی اس کا کوئی اعتبار کرتا ہے۔ ہمیں وعدہ کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہیئے کہ ایفائے عہد ہم کر سکتے ہیں یا نہیں۔ وہ وعدہ کیوں کیا جائے۔ جسے پورا نہیں کرنا۔

ماپ تول میں احتیاط

وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۵)

(ترجمہ۔ اور ناپ تول کر دو تو پورا پُورا اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے کہ انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ (الانعام آیت ۱۵۲)۔ (ترجمہ اور ماپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔

اس آیت میں تاجرانہ غلط چالاکیوں سے روکا گیا ہے۔ وہ تاجر جو ناپ تول میں دیانت کو بالائے طاق رکھ دے۔ اور صرف اپنا ہی فائدہ ملحوظ رکھے۔ اسے بد انجام سے ڈرنا چاہیئے۔

کم تولنے والوں کیلئے تباہی ہے وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ (المطففین ۱-۳)

تاریخ بتاتی ہے۔ جس نے اس طرح مال جمع کیا۔ وہ غارت ہو گیا۔

مثال کے طور پر حضرت شعیب علیہ السلام کی تجارت پیشہ قوم کو لیجئے۔ آپ قوم کو

دوسری خرابیوں کے علاوہ تاجرانہ ٹھگیوں سے روسنے ہیں۔

فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ ھُمْ (الاعراف۔ آیت ۸۵)

(ترجمہ سو ماپ اور تول کو پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔

مگر یہ قوم دغا بازی سے باز نہ آئی ٹھگی سے روپیہ حاصل کرنا یہ اپنا کمال سمجھتی تھی۔ عذاب الٰہی آیا۔ زلزلہ نے آ پکڑا۔ اور ہلاک ہو گئے۔

دیانتدار اور سچے تاجر کا بڑا مرتبہ ہے

حدیث:۔ نہایت سچا اور دیانت دار تاجر نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

تجارت میں فریب دینا مسلمان کا کام نہیں۔

حدیث۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم غلّہ کے ایک ڈھیر کے قریب سے گزرے اور اس ڈھیر میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ آپؐ کو کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا اے غلّہ کے مالک یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ تری کیسی ہے) اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر مینہ برس گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تر غلہ کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا۔ تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے۔ پھر فرمایا جس نے فریب کیا وہ مجھ سے نہیں (یعنی میرے طریقہ پر نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

بات میں احتیاط

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۶)

ترجمہ۔ اور جس بات کی تجھے خبر نہیں۔ اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بے شک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ۔ "بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اس کی اندھا دھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کرکے کوئی بات منہ سے نکالے۔ یا عمل میں لائے۔ سُنی سنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عملدرآمد شروع نہ کر دے"۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا غلط تہمتیں لگانا۔ بے تحقیق چیزیں سُن کر کسی کے درپے آزار ہونا۔ یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ یا باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا۔ اَن دیکھی یا اَن سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا، غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں۔

یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟

حدیث۔ (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ وَ رِوَایَۃُ الْقَضَاعِیْ اِثْمًا (مشارق الانوار بحوالہ مسلم)۔ (ترجمہ۔ مرد کو اتنا جھوٹ کفایت کرتا ہے کہ جو سُنے اس کو بیان کرے اور قضاعی کی روایت میں یوں ہے کہ آدمی کو اتنا گناہ کفایت کرتا ہے۔ کہ جو سنے اس کو بیان کرے

حاصل کلام سُنی سنائی بات بلا تحقیق بیان کرنے والا بھی جھوٹ میں شامل ہے۔ جب تک بات کی پوری طرح تحقیق نہ ہو جائے۔ سمجھدار انسان کو اسے ہرگز زبان پر نہ لانا چاہیئے۔

حدیث۔ میرے سامنے تم چھ باتوں کا عہد کرو۔ میں تمہارے لیئے جنت کا ضامن بن جاؤں گا۔

(۱) باتیں کرو تو سچ بولو۔

(۲) وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔

(۳) تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو امانت ادا کرو۔

(۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

(۵) نگاہ کو نیچا رکھو (یعنی حرام چیزوں کی طرف نہ دیکھو)

(۶) اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھو (یعنی کسی پر ظلم نہ کرو)۔ (مشکوٰۃ)

حاصل کلام زبان کی حفاظت اور ہمیشہ سچ بولنا۔ جنت میں لے جانے والا ایک فعل ہے۔

متکبرانہ چال سے بچو

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۳۷) (ترجمہ۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔ بے شک تو نہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچے گا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو جو نصائح فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ متکبرانہ چال نہ چل۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا (لقمن آیت ۱۸)۔ "اور زمین پر اکڑ کر نہ چل"

بندگان خدا کے جو اوصاف سورۃ الفرقان میں مذکور ہیں۔ ان میں پہلا وصف یہ ہے یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا (آیت ۶۳)

زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔

متکبرانہ چال چل کر غضب الٰہی کو نہ بھڑکاؤ۔

حدیث۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ایک آدمی تکبر سے اپنا تہ بند زمین پر گھسیٹتا جا رہا تھا۔ اسی حالت میں زمین کے اندر اس کو دھنسا دیا گیا۔ اور قیامت تک وہ یونہی زمین میں دھنسا رہے گا۔

(بخاری کتاب الانبیاء)

خاتمہ

اس بیان کے خاتمہ پر فرما دیا "یہ اس حکمت میں سے ہے کہ جسے تیرے رب نے تیری طرف وحی کیا ہے" (بنی اسرائیل آیت ۳۹) اور خاتمہ پر تعلق باللہ کی درستگی کے بیان کو پھر دہرا دیا۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَھَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

(بنی اسرائیل آیت ۳۹)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے سوا اور کسی کو معبود نہ بنا۔ ورنہ تو ملزم مردود بنا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

صدق اللہ العلی العظیم

بچوں کا صفحہ

وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

از جناب کمال الدین صاحب مدرسہ لاہور کارپوریشن

۲۸ صفر سنہ ۱۱ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ بیمار ہوئے۔ پہلے سر مبارک میں درد محسوس ہوا اور پھر تیز بخار ہو گیا اور اتنا تیز ہوا کہ کبھی کسی کو ایسا نہیں ہوا۔ حضورؐ کل چودہ روز بیمار رہے۔ جس کی وجہ سے مسجد میں نہ آ سکے۔ اور سترہ نمازیں گھر پر ہی پڑھیں اور یہ سترہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائیں۔

حضورؐ کے بیمار ہونے اور مسجد میں تشریف نہ لا سکنے سے صحابہ کرامؓ کو بیحد رنج تھا۔ اکثر رویا کرتے اور صحت یابی کے لئے دعائیں مانگا کرتے۔ ایک روز حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ نے دیکھا کہ انصار بیٹھے رو رہے ہیں وجہ پوچھی تو بتایا کہ حضورؐ کے غم میں رہا نہیں جاتا۔ طبیعت ہر دم بیچین رہتی ہے۔ حضرت عباسؓ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انصار کے رنج و غم کے بارے میں خبر دی۔ بھلا حضورؐ کو اپنے جانثاروں کا رنج و غم کب گوارا تھا۔ گو چلنا دشوار تھا۔ مگر خبر سنتے ہی تیار ہو گئے اور حضرت فضلؓ بن حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے اور ممبر کی پہلی سیڑھی پر ہی رونق افروز ہو گئے اور اپنے روحانی فرزندوں کی طرف یوں گویا ہوئے:۔

میرے پیارو۔ میری آنکھوں کے تارو۔ آپ کے رنج و غم نے مجھے مجبور کیا کہ میں یہاں آ کر آپ کی تسلی کروں۔ دیکھو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ موت سب کے لئے ہے اس سے نہ کوئی بچا اور نہ بچے گا۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ مجھ سے پہلے کوئی نبی۔ رسول یا پیغمبر اپنی امت میں ہمیشہ ہمیشہ رہا ہو؟ یقیناً یہ وقت سب پر آنے والا ہے۔ اور آپ لوگوں کو بھی کسی نہ کسی دن اس دنیائے فانی کو چھوڑنا ہی پڑے گا سدا رہنے والی ذات تو فقط اللہ ہی کی ہے۔ باقی جتنی بھی مخلوق ہے سب کے لئے فنا ہے۔ اس لئے آپ سب صبر و شکر سے کام لیں۔ انشاء اللہ ہم سب کی ملاقات حوض کوثر پر ہوگی جو شخص مجھ سے وہاں ملنا چاہے۔ اس کو لازم ہے کہ اپنے ہاتھوں اور زبان کو فضول کاموں سے روکے اور ان سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے۔ انصار سے کہا کہ آپ مہاجرین سے اچھا سلوک کرتے رہیں اور مہاجرین سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی اپنے انصار بھائیوں کے ساتھ محبت اور سلوک کا برتاؤ رکھیں۔ یہ بات ضرور یاد رکھو کہ اگر رعایا اچھی ہوتی ہے تو انکے بادشاہ اور حاکم بھی اچھے ہوتے ہیں اور اگر رعایا بُرے کاموں کی طرف اُتر آئے تو پھر اللہ پاک اُن پر ظالم اور جابر بادشاہ مقرر کر دیتے ہیں۔ اس زیارت کے علاوہ ایک مرتبہ اور مسجد میں تشریف لائے اور بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضورؐ تکبیر فرماتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ اس کو بلند آواز سے پہنچا رہے تھے۔ نماز کے بعد بیٹھے بیٹھے کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ اور دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ افسوس یہ آخری دیدار تھا جو مجلس کی شمع نے اپنے پروانوں کو دکھایا۔ اس دفعہ ارشاد فرمایا۔ ابوبکرؓ سب سے زیادہ میرے محسن ہیں۔ خدا تعالٰے اگر کسی کو خلیل بناتا تو وہ ابوبکرؓ ہوتے۔ مگر اب وہ میرے بھائی اور دوست ہیں۔ ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا مسجد میں جتنے دروازے ہیں۔ وہ سب بند کر دیئے جائیں (یہ اشارہ ہے ان کی خلافت کی طرف) اور خلیل ایسے محبوب کو کہا جاتا ہے کہ اُسکی محبت میں کسی دوسرے کا خیال بھی نہ آ سکے۔

حضورؐ نے کئی مرتبہ بخار کی شدت میں غسل بھی فرمایا۔ یعنی پانی سے علاج کیا اور کچھ دوائیں بھی استعمال کرائی گئیں۔ نزع کے وقت حضورؐ کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا۔ حضورؐ اس میں دست مبارک ڈالتے تھے اور چہرہ انور پر پھیر لیتے تھے اور زبان مبارک سے یہ ارشاد فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ۔ حضورؐ نے پھر مسواک فرمائی اور اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی (اے اللہ مجھے رفیق الاعلےٰ سے ملا دے) فرماتے ہوئے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ بوقت دوپہر دنیا کی نظروں سے روپوش ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ یہ سنتے ہی صحابہ کرامؓ میں کہرام مچ گیا۔ بے خودی اور بدحواسی کا عالم طاری ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ گونگے ہو گئے اور حضرت علیؓ ایسے حیران و پریشان ہو گئے کہ گویا سکتہ ہو گیا اور حضرت عمرؓ کو تو وفات کا یقین ہی نہ آیا۔ ہاں حضرت عباسؓ حضورؐ کے چچا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے آپ کو کچھ ضبط کئے ہوئے تھے۔ حضورؐ کی نماز کسی نے نہیں پڑھائی یعنی امام کوئی نہیں بنا۔ بلکہ الگ الگ پڑھی گئی اور حضرت عائشہؓ کے حجرے میں جہاں وفات ہوئی تھی۔ وہیں دفن ہوئے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام جہاں وفات پاتے ہیں۔ وہیں دفن ہوتے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا نام اور پتہ مکمل لکھیں

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ... ... تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

از ایم آر ناصر اللہ آبادی

کیا ابھی وقتِ توبہ نہیں آیا؟

دنیا کی حالت زیر و زبر ہو رہی ہے۔ طرح طرح کے عذاب آئے دن آتے رہتے ہیں۔ غربت اور تنگدستی عروج پر ہے۔ کئی ہمارے عزیز و اقارب نے دائمی فرقت دے کر ہمارے دیکھتے دیکھتے سیلاب کی نذر ہو کر "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کے حکم کو پورا کر دکھایا۔ سب کچھ ہوا اور سب کچھ ہو رہا ہے۔ مگر ہمارے دل نے ذرا بھر بھی جنبش نہ کھائی۔ ہم نے اس قدر سیاہ دلی سے کام لیا۔ کہ احکام الٰہی اور دین مصطفویٰ کو پس پشت ڈال کر تمام ذلتیں اور رسوائیاں برداشت کیں۔ جو کچھ ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ محض اس لئے ہے کہ ہم نے اسلام چھوڑ دیا۔ نہ کمائی میں برکت نہ سلف جیسے کارنامے۔ ہر طرح کی تکالیف اور ارضی و سماوی آفات نے اپنا آپ انتہائی درجہ تک دکھا دیا! خدا معلوم کہ آگے کو کیا کچھ ہونے والا ہے۔ ابھی تو ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

خیر اس وقت تک ہمارے حالات بہتر نہیں ہو سکیں گے۔ جب تک کہ ہم سچے دل سے توبہ نہ کر لیں۔ علامہ اقبالؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

جب تک ہم خود سنبھلنے کی کوشش نہ کریں گے۔ سچی توبہ اور اپنے کیے ہوئے پر معافی نہ مانگیں گے۔ تب تک یہ ناممکن بات ہے کہ ہمارے حالات بہتر ہوں اور جو عذاب ہم پر گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ اُن سے ہم کو چھٹکارا مل جائے۔ سچی توبہ اپنے اندر کچھ کم طاقت نہیں رکھتی۔ جو گنہگار سے گنہگار انسان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق "اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ"۔ بالکل پاک و صاف کر دیتی ہے۔ جس طرح کہ "ماں کے پیٹ سے ایک معصوم پیدا ہوتا ہے"۔ پس اسی کو اہلِ علم انسان کی نئی پیدائش کہتے ہیں۔

عذابوں کا آنا ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ ہمارا کام عبرت پکڑنا تھا۔ لیکن ہم نے اس کے برعکس قدم اٹھانے کی کوشش کی! ارباب بصیرت خود اندازہ لگائیں کہ ہمارے اعمال ناقصہ کی بدولت آئے سال سیلاب آتے رہتے ہیں۔ ایسا کوئی سال بھی خالی نہیں گذرا۔ جس میں سیلاب نہ آیا ہو۔ سیلاب سے جو تباہ کاریاں ہوئیں اور جو خود آپ نے بھی دیکھیں۔ اندازہ لگایئے کہ کتنے لوگوں کے مکان گرے۔ لوگ گھر سے بے گھر ہوئے۔ کتنی فصلیں تباہ اور کتنے آدمی اور مال مویشی نذر آب ہوئے۔ اگر کچھ رہے سہے بچ بھی گئے وہ فاقہ کشی سے دم بخود ہیں۔

ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ محض ہمارے اعمال قبیحہ کی بدولت۔ کیونکہ ہم خدا کو چھوڑ کر اپنے ہی قاتل بنے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں اپنی بھی کچھ پرواہ نہیں ہے۔ یہاں علامہ اقبالؒ نے کہا ہے۔ کہ ؎

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

پس اے اسلام کے شیدائیو! اور اس کے نام و ناموس پر مرمٹنے والو اب بھی توبہ کا وقت ہے توبہ کرو۔ خدا سے ڈرو اور نیک کام کرو اور احکام الٰہی و سنت نبویؐ پر عمل پیرا ہو کر اپنے دونوں جہاں سنوارو۔

خدا ہمیں آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور توفیق بخشے کہ ہم احکام اسلام پر عمل پیرا ہو کر اپنی باقی ماندہ زندگی کو اسلام کی خدمت میں وقف کر دیں اور ہمارے گناہ آلودہ دل معرفت الٰہی سے منور ہوں۔

فرمان باری تعالےٰ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ (البقرہ آیت ۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ضروری اعلان

مجھے تفسیر مواہب الرحمٰن کے پارہ نمبر ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۳ - ۲۴ - ۲۵ کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کے پاس برائے فروخت پڑے ہوں۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع بخشیں۔

پتہ:- حکیم محمد حسین چک نمبر $\frac{335}{W.B.}$ ڈاکخانہ شہر سلطان پور براستہ ملتان شہر

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ اور پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا